

172510

14112-05

File - PASPAR-E-GHALIB.

creator - MIRATIBA SAZI Abdul Raheed

Publisher - R.A.

Date - 1949

Pages - 68.

Subjects - Ghazals - Tareeqat; Ghazaliyat
Tehzeeb.

زنده دارد مرد را آثار مرد
بوی گل باقیست چوین گرد و گلاب
(نظیری)

آثار غالب

مستب



قاسمی عبد الوود

یہ کتاب جناب ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کو نام معنون کیجاتی ہو

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U72510

فہرست

فہرست اول	فارسی نشر:
۱ اردو نشر:	۱۰ تقریر نفا قاطع برہان
۲ دیباچہ لطافت غیبی	۱۱ تقریر نفا سفر نگاہ و ساتیر
۳ دیباچہ تیغ تیز	۱۲ تقریر نفا درسی کش
۴ ایک استقار ۷۲۵۱۰	۱۳ فارسی نظم:
۵ مکتوب اردو	۱۴ نامہ منظوم بنام جوہر
۶ دو فارسی شعروں کے مطالب	۱۵ تین معجز
۷ اردو نظم:	۱۶ رباعی
۸ اشتہار پنج آہنگ	۱۷ سرديات
۹ غزل اردو	۱۸ حَقَّہ کرم
۱۰ ہیچ سادات علی	۱۹ خطوط فارسی:
۱۱ سرديات	

عرض حال

آنا بر غالب کا بہت بڑا حصہ تا قلمی کتابوں سے لیا گیا ہے، یا ایسی مہجورات سے جو عام دست رس سے باہر ہیں اس سے جو چیزیں متعلق ہیں ان کو شمول کی وجہ اپنی اپنی جگہ پر بیان کی جا رہی گی۔
 فارسی خطوط حکیم حبیب الرحمن مرحوم کے کتبستان کی ایک قلمی مجموعہ سے ماخوذ ہیں۔ حکیم صاحب اُردو کو اچھو انشا پر دوا اور زبردست حامی تھے۔ علمی خدمات بھی انھوں نے کم نہ کی تھی۔ اس کا اندازہ ان کو سا رنامہ حیات ثلاثہ غسالہ کی اشاعت سے ہو سکا۔
 ان کی بڑی وقت و ثبات سے اُردو کا بڑا نقصان ہوا ہے۔

آنا بر غالب کی ترتیب یا اس کے حواشی کی تحریر میں جناب ڈاکٹر عبدالشکور صاحب نے جناب ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی، جناب ڈاکٹر عنایب شادانی، جناب عیسیٰ پریشاد، جناب سید دزیر احسن عابدی، اور جناب مختار الدین احمد آرزو سے مدد لی ہے۔ میں ان اصحاب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ چھاپہ کی نگرانی بھی آرزو صاحب کے سپرد ہے۔ اگر وہ اسے صحیح چھپوا سکو تو دہرے شکریہ کی مستحق ہوں گے۔ آنا بر غالب کی ترتیب بڑی عجلت میں ہوئی ہے۔ بعض امور کی حسب دلخواہ تحقیق قلمت و قلمت کی وجہ سے نہ ہو سکی ہیں ناظرین سے معذرت خواہ ہوں۔

عبد الودود

۳۰ مارچ ۱۹۴۹ء

مختصرہ اول

اردو شہر

دیباچہ لطائف غلیبی

(۱)

سیاح بحر و برہمچ مداران۔ بے ہنر سیف الحق میاں داد خاں حق شناسوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں رہنے والا اور نگ آباد کن کا ہوں۔ میں نے بعد تحصیل علم و تمہیہ سیاحت اختیار کر کے بنگالہ، دکن، پنجاب، وسط ہند، بلاد و قرا کے کہاں تک نام لوں ظفر و ہند میں متراسر پھرا ہوں بلکہ سند و کابل و کشمیر و قندھار بھی دیکھ آیا ہوں۔ ان دنوں میں دور رسالے نثر کے میری نظر سے گزر رہے ہیں ایک قاطع برہاں اور ایک محرق قاطع پہلا نسخہ یعنی قاطع برہاں کا تلف ایک شخص ہے، معظم اور کرم والا رتبہ عالی شان، عالی خاندان، انگریزی رئیس زادوں میں محسوب بادشاہ و دہلی کے حضور سے مخاطب بہ نجم الدولہ و میرالک نظام جنگ یعنی غالب تخلص اسد اللہ خان بہادر۔ اور محرق کا جامع کوئی شخص جو رعایا سے دہی میں سے کہ کبھی کسی زمانے میں کسی حکمران پر کسی کامر مشیت دار ہو گیا تھا اور اب خانہ نشین سپہ، موسوم بہ ملشی سعادت علی نثر سے واقف نہ نظم سے آگاہ نہ عقل کا سرمایہ نہ علم کی دستار۔ کسی بستی میں، کسی گھاؤں میں، کسی گھاٹ پر کسی باٹ پر اسلہ بزرگ کا نام کسی سے نہیں سنا۔ اللہ اللہ غالب نام اور نامدار کوئی شہر ایسا نہ دیکھا جس میں ان کے دو چار شاگرد و دیں میں معتقد نہ دیکھے ہوں، ایک عالم ان کی فارسی دانی اور شیرازیانی کا شرف، نظم میں ماکہوری و نظیری و غزنی کو برابر نثر میں شاران سابق و حال سے بہتر دیکھا، نظم نسخہ سحر سامری، نثر میں پنج آہنگ سلک در خوش آب و دستیق گوہر نایاب، مہر نظم و غیرت آفتاب، ہر نگہ ایک کتاب، ہر کتاب متنوع الجواب، ہر بلاغت اور فصاحت کو جاننے میں اور معنی کا حسن پہچانتے میں، متفق علیہ ان کا ہی عقیدہ ہے۔ اگر ایک آدمی کو خواہ میں سے

ساطع برہان کمال لاسے۔ مطالبہ مندرجہ لغو خیر حرق قاطع کے مفہام میں منقول۔ فقیر نے
 صرف ایک خط مرزا بھی لکھا زیادہ اس طرف التفات کو تفتیح اوقات جانا ماننا میسر
 امین الدین کہ اب پیالہ میں مکتب بہ مدرس میں انھوں نے ایک قاطع القاطع چھپوایا۔
 استعداد علمی میں جو بعد صرف مقاصد صرف فارسیت کی اسی قدر رعایت منظور رہی کہ
 فقیر کے بعض فقرہوں کی ترکیبیں اپنی عبارت کے قالب میں ڈھالیں۔ باقی سوائے عربی
 قشری اور فارسی مسروقہ کے وہ مغلطائیاں دی ہیں جو کج فہمے، بھٹاڑے استعمال
 کرتے رہتے ہیں۔ کمال یہ کہ ان کا منطق ہندی اور حضرت کی عبارت فارسی ہے۔ ہم
 دیکھتے ہیں کہ کئی خلا ہے ان دونوں میں علم تحصیل کر کے تہذیب ہو گئے ہیں۔ علماء ہند سے
 ہوسے پڑے پھرتے ہیں۔ فحش نہیں بولتے، خلافت ایسی قوم کے صاحب و قبلہ ان کا رذیلہ
 ہے۔ یارب میاں امین الدین کس بڑی قوم اور کس باجی گروہ کے ہیں کہ مولوی کہلائے مدرس
 بنے مگر الفاظ مستعملہ قوم نہ چھوڑے۔ اگر میری طرف سے ازالہ حیثیت کی نالرش دائرہ چلتی
 تو میاں پریمی بنی ہو مگر میری کبر نفس نے ازالہ حیثیت کے لفظ کو خوار نہ کیا۔ ان کی تحریروں
 ان کے باجی بن پھیلے ہے، بہ نرذہ نا آداب، راجہ مدرس احمد علی صاحب عہدیت میں
 امین الدین سے بڑھ کر فارسیت میں برابر فحش، استراگوئی میں کمر، جتنے الفاظ توہین
 و تذلیل کے ہیں وہ چن چن کر میرے واسطے صرف کیے اور یہ نہ سمجھا کہ غالب اگر عالم نہیں
 شاعر نہیں آخر شرافت و امارت میں ایک پایہ رکھا ہے صاحب غوث شاہ ہے، عالی خانہ
 ہے، امراے ہند و دوسرے ہند، راجگان ہند سب اس کو جانتے ہیں۔ رئیس زادگان
 سرکار انگریزی میں گنا جاتا ہے۔ بادشاہ کی سرکار سے ختم اتوار خطاب ہے، گورنمنٹ کے
 دفتر میں خاں صاحب بسیار جہاں دوستان القاب ہے۔ جس کو گورنمنٹ خاں صاحب
 لکھتی ہے اس کو سرٹری اور کتا اور گدھا کیوں کہ لکھوں فی الحقیقت یہ تذلیل بہ نواسے
 ضرب الغلام امانت المولیٰ گورنمنٹ بہادر کی توہین اور وضع و شریف ہند کی مخالفت ہے۔
 میرا کیا بگڑا مولوی۔ نے اپنا باجی بن ظاہر کیا۔ میں نے معلم امین بے دین کو تیرا بیان۔ کہے
 ہو اسے کیا اور احمد علی کے الفاظ مذموم۔ سے قطع نظر کہ ہے ان کے مطالبہ علمی کا جواب
 اپنے لئے لیا۔ اس نگارش کا نام تیرے ہونے والا ہے جو تمام اس کو پھیلے، اس کا اور اپنے اہباب
 دلاؤ نہ دیکھتی غیبت میں بہاول۔ اور میرے لئے آماں نہ دے تو خیر صریح لئے بسا آرزو
 کہ خاک شدہ۔ اب یہاں سے گناہ منقول ہے۔ دو کا طالب، غالب۔

ایک استفتاء

(۳۴)

اللہ اکبر۔ صاحبانِ قوتِ ناطقہ و قوتِ عاقلہ سے کہ وہ مقربانِ بارگاہِ مبدیہ فیاض ہیں، غالب کی یہ استدعا ہے کہ جب یہ تحریر کہ گویا استفتاء ہے، نظر سے گزرے تو احد اللغزین میں سے جو لغزِ صحیح ہو اس کی صحت اور لغتِ غلط کی غلطی لکھ کر خاتمہ عبارت پر اپنا نام لکھ دیں۔ مثلاً جہاں میں نے لکھا ہے کہ چشمِ عیب، ہرید صحیح ہے یا چشمِ غلط ساز، اس کو جواب میں رقم فرمائیں کہ چشمِ عیب میں صحیح اور چشمِ عیب ساز غلط ہے۔ یہ عبارت چھاپائی بجائی اس واسطے ضرور ہے کہ فتوے میں توضیح ہو۔ فقط

سوال ۱۔ لغت فارسی کی حقیقت اور حروف کی حرکت میں فردوسی اور خاقانی سچے ہیں یا ہندوستانی فرہنگ لکھنے والے؟

جواب۔ فردوسی و خاقانی سچے ہیں۔ ہندوستانی ان کے مطابق لکھیں تو سچے ان کے برخلاف لکھیں تو جھوٹے۔

سوال ۲۔ پیدائی و زیبائی صحیح اور پیدائش و زیبائش غلط، یا یہ چاروں لفظ صحیح؟

جواب۔ چاروں صحیح۔
سوال ۳۔ راند و ماند بروزن چاند صحیح۔ دند و مند لہجہ ہے، اصل میں پُزن رند و کند و گند ہے۔

جواب۔ راند و ماند بروزن چاند صحیح، بروزن رند و کند لہجہ ہے۔
سوال ۴۔ چشم کی صفت عیب میں صحیح یا عیب باز؟

جواب۔ عیب ساز غلط محض اور جو آنکھ کو عیب ساز ہے وہ الحق بل کہ اندھا۔
سوال ۵۔ فرہنگ نویس حال کی رائے آگ فرہنگ نویس ماضی کی رائے سے مطابق ہو؟

خواہی بچسب تفاق، خواہی از روی مشاہدہ، یہ سرتہ ہے، یا تطابق رائے؟

جواب۔ یہ تطابق ہے، سرتہ سے کیا علاقہ۔
سوال ۶۔ ششِ سرب، نتیجہ خورِ رشک و غسل، دہر و زور و مشک و اقسامِ میوہ کو کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب۔ معاذ اللہ! لا حول ولا قوۃ الا باللہ! کون کہہ سکتا ہے مگر کوئی دوا نہ کہے یعنی ان چیزوں کو ششِ سرب یا نتیجہ خورِ رشک نہ کہے گے مگر شیون، جھوٹا تو لکھیں۔

سوال ۷۔ یہ مصرع وزن شعر میں درست ہے یا ناموزن ؟

’چشم مخالفان بیا زن بہ تیر‘

جواب۔ مصرع ہر نو کچھ لکھوں فقرہ ہے، اس کو وزن سے کیا علاقہ ؟

سوال ۸۔ آہنگیدن کا صیغہ آہنگیدن ہو گا یا فقط آہنگ ؟

جواب۔ آہنگید ہو سکتا ہے نہ آہنگ۔

سوال ۹۔ پالو یہ ایک لغت ہے، فرہنگ فارس کو؟ اس کا ہم وزن چار ایہ لکھنا چاہیے یا چار پایہ ؟

جواب۔ وزن دونوں صحیح ہیں، لیکن چار پایہ لکھنے والا آدمی ہے اور چار پایہ لکھنے والا چار پایہ۔

سوال ۱۰۔ اگر ازاں یہ معنی خراباں بہ کاف فارسی مفہوم ہے، یا اگر ازاں بہ کاف عربی کسور
بر وزن صفا ہاں ؟

جواب۔ اگر ازاں یہ معنی خراباں بہ کاف فارسی مفہوم صحیح اور بہ کاف عربی کسور غلط۔

سوال ۱۱۔ سکرہ و فرسخ و فرسنگ فارسی میں مقدار مسافت زمین کو کہتے ہیں۔ عربی
میں کمرأع بر وزن صراح مقدار مسافت زمین کو کہتے ہیں یا پاچہ گاد گویند کو ؟

جواب۔ صراح میں یہ معنی پاچہ گاد گو سپہ لکھا ہے، یہ معنی مسافت غلط ہے۔

سوال ۱۲۔ گلہری بہ کاف فارسی بر وزن اکہری صحیح، یا گلہری بہ کاف عربی ہفتوح بر وزن
ابتری صحیح ؟

جواب۔ گلہری بہ کاف فارسی کسور صحیح۔

سوال ۱۳۔ ہندوستان میں دختر نارسیدہ کو چھو کمری کہتے ہیں، اہل ولایت چو کمری
کہیں گے۔ یہ وزن ہائے مغمورہ چکر بہ جذب داو غلط ہے یا صحیح ؟

جواب۔ چکر ی جو اہل ولایت سے بھی زیادہ بلجہ جو، و شاید سکر۔

سوال ۱۴۔ پادار پاسے بہ اصناف امتحانی جس کو عربی میں رطل کہتے ہیں ہندی میں اس کا نام
پالاس لکڑی ہے، یا پاؤں بہ وزن ؟

جواب۔ پاؤں کو پاؤں نہ کہہ سکا مگر مجنون۔

سوال ۱۵۔ پریشیدہ، مہر، چہ، یا چہ، لفظ پینیاں، تیر یا ستارہ، اس کے

نافی لا کر بہر پشت یہ ان کو پہرہ پوشیدن پر ہر دوہاسے غنا و سی بھی انھیں
مہنوں میں کہیں آیا ہے یا نہیں ؟

جواب :- کہیں نہیں آیا، اس میں ذہن کو پریشان کرنا کیا ضرور۔

سوال :- خاندان سیل پر شیراز اب انگریز کو کہاں رکھتے ہیں یا نہیں ؟

جواب :- سیل خانہ پر شیراز کی صفت ہو سکتی ہے، انگریز کی قید رہے جا اور خانہ سنیل
رہو مہمل اور غلط اور غلط۔ راقم خواہم عوبہ ختم اللہ لکچسٹی۔

سب جواب عجیب کے صحیح ہیں، الطاف حسین پانی پتی عفی اللہ تعالیٰ عنہ

سب جواب دونوں عجیب کر یا مواب ہیں۔ محمد سعادت علی، برس گورنمنٹ اسکول دہلی۔

شفا نثر نگار نے سوال کے جواب میں میں بھی نواب محمد مصطفیٰ خاں صاحب کا

ہم زبان و ہم دستاں ہوں۔ اراقم الآثم محمد الملقب بہ ضیاء الدین عفی عنہ۔

خط اردو بنام ہر لایت علی

(۴۱)

جناب ہر ولایت علی صاحب ہتم مطبع عظیم المطابع عظیم آباد واسطے اپنے بعد کے میری تقصیر

معاف کیجئے، در حقیقت میرا گناہ نہیں،

پیری و محمد عجیب چنین گفتہ اند

ستر برس کی عمر حافظہ علوم کو کذا، نسیان منہ لی کل آپ کو یہ طلب ترجمہ بوستان خیال

مترجمہ صغیر بلگرامی خط لکھا۔ لفافہ کرتے وقت ٹکٹ پٹینے بھول گیا۔ آج جو کس کھولا ٹکٹ

کس میں پائے۔ ذلیل و خوار و خجل و شرمسار۔ آج لفافہ جدید میں ملفوف کر کے بھیجا

خدا کرے کہ کتاب وہاں سے پہلے روانہ ہو اور یہ لفافہ وہاں بعد پہنچے۔

۱۶ اپریل ۱۸۷۵ء۔ نجات کا طالب غالب

دو فارسی شعروں کے جواب

(۴۲)

صبا ہے اسفراں را نہ ہر تیارہ است۔ ذرہ موسے بہ باریکی میان تو نیست

مترجمہ صبا ہے اسفراں کو تیارہ ہے کہ استغناء امتد مال کو کیا نسبت ہوگا

ذرہ موسے بہ باریکی میان تو نیست۔ اگرچہ امتد مال کو کیا نسبت ہوگا

’دو صفحہ بزدلم بہتہ آنیچہ درد دل است۔۔۔۔۔ در بزم کتر است گل در چین بے است‘
پھول باغ سے آیا کرتے ہیں، باغ میں ہزاروں پھول ہوتے ہیں مجلسوں میں اس
دس یا بیچ پانچ ہوتے ہوں گے۔ شاعر کہتا ہے کہ میرے مضامین پھول ہوتے ہیں، اور میرا
دل چمن ہے اور صفحہ انجمن۔ مضامین اسے ہی نہ مٹتے جو دیوان میں آگئے۔ چمن میں پھول
اور دل میں معنی بہت ہیں۔

اردو نظم

استیضات

(4)

حشرہ کے ہر والی راہ سخن
 طے کروا رہا شوق زد و ازود
 پاس ہے ایسا سودا غنیمت نثر
 سب کو اس کا سودا در زانو
 یہ تو دیکھ کر کیا نظم آریا
 ہاں یہی شاہ راو دہو ہے
 منقطع ہو رہی پر نیچ آہنگ
 ہے یہ وہ گلشن ہمیشہ ہزار
 نہیں امن کا جو اب عالم میں
 اس سے اندازہ گوشت و تنہ
 حرج باطنی نثر گفتاری
 نثر مدت سرا ہے ایسا ہم
 اس کے نقروں میں کون تار
 تین نثروں سے کام کیا گیا
 در زینش قہر کہوں کہ تار
 تا کیا اور کس نثر سے کہوں

پارستان دستکاو سخن
 آن پہنچی ہے منزل مقصود
 دیکھتے ہیں کے نظم عالم نثر
 چشم بینش ہر جہ سے نورانی
 جلوہ مدعا نظر آریا
 طبع بادشاہ دہلی ہے
 گل وریحان دلالہ رنگارنگ
 بارہ حسن کا سرو گل ہے خار
 نہیں ایسی کتاب عالم میں
 اخذ کرنا ہے اس سوال کا دیر
 نسبت از بسم و راہ نشاد
 سچا نثر جو ہے ایسا ہم
 کیا کہیں کیا وہ رنگ تھا ہے
 اور اس کا دیکھتے سے نام کیا نکلتے
 داستانہ نثر و کون کہیں تار
 تار کرتا : : : : : تار

ہجو سعادت علی

(۸)

اے منشی خیر و سر سخن ساز نہ ہو - عصمہ زہر ہے تو مقابل باز نہ ہو
آواز تری بجلی اور آواز کے ساتھ - لاشی وہ لگی کہ جس میں آواز نہ ہو

فردیاست اردو

(۹)

بے چارہ کتنی دور سے آیا ہے بیخ بنی - کچھ میں کیوں نہ بانیں نہ ہم پر ہمیں کے پاؤں
کوئی اس کا جواب دے صاحب - سائلوں کا جواب تو صاحب

فارسی نشر:

تقریظ قاطع برہان

(۱۰)

از من بہ من سلام دہم از من بہ من پیام - رونج دے مباد سلام و پیغام ما
ہاں غالب سپید ہوئے سسینہ نامہ از من بہ من کہ آواز نہ تیر خور و بیخ خور
چہ خواستہ؟ گفتی کہ دانش دوران داگر و ہنرمندان: ہستی پسندانیس خال بہ ہنرمند
ندان کہ از خیاباں مانا بہ بیاباں یہ قول بجا ہی ملال چہ ہنرمند
”چشم نابستہ کساں گم گزرد“

اے بار خاں دانا دانا و دانہ نشینہ دانا یاں جز گرفتار گدشتہاں دل سپہ منہ نیست و نااہل
را با بچ سخن دخنور پویند نیست - بارے سپاس عز می دھر دھری اس مردم ستم ہر دھری
و دھر پہ سہر ہر دھری آن بہ دانش گواں یاد داناں بہ جاہ بلند پایہ اک بہ سر کشاں چوں فرید
با صفاک و با فرد دستاں جوں سلیمان با مور و سراپا دانش دہم تن بینش منشی ذاک کفر
بجائے آگ کہ بہ خریداری دکان ہے رونق کمر بستہ ”نا نفش اس کچہ ترا در انقباع دوست
نشست“ - اگر ایسا جو اس مرد بیدار دل پر بستن تہرا ذہ اوراق پریشاں نہ درواستے
کاغذ منوات قاطع برہاں را کاغذ گز گردے وہ آب آغشتہ فرد کو فیتہ یا مہر نہ بدش
خریدے تا جیکہ ہر پاسختہ - یہ تہہ کک تن گز او من یا یاں آن منشی سبطی از ہستہ ہر تہہ
و تارخ دزدین ہر سبطیش دیگر انکشت ”نا بچ کس ہے دستور صلیح او دھانہاں

سواد را در کالبد انطباع فرو نتواند رنجیت - حرکات
در قاطع برهان نگر و تبالش کز غیب رسد ملک استعلاش
بر خاتمه نقش خانه غالبی بی زین پست که گشت مهر غالب نایش

تقریباً سفر تک سنایت

(۱۱)

اندک اندک هفتاد سال گزیده سال از آن میان به شمار دانش اندوزی از درمباش
در یوزده آنگهی در یوزده از در بار دسے داد - بایسے از در گاه مبدع فیاض بود هر چه از هر
در یافتیم مگر سخن بایسے حسودی را در ثانی آغاز در ذوایه نابلے نوشته اند که این نخست در باین
با آن همه تالیش در کشش سوسے گیتی بیچ گونه تالیش از بیچ سوسے ندارد - پندارم از بی طرفان
اگر بسیار از در دهم به پنج را آفرین همان به گفتار آورد - اما هنوز در آفرین - در در آفرین
گسترے باید که نیر دے باز گشت داشته باشد تا در زان را با نذرانے بالیت تواند ستود
نه چون من ابله که اگر خود را نادان گویم شکفتی فروماند که این دانش از کجافره داور که
خود را نادان دانست - هر چند که پیدا است که ستودن به دانش ستره با زبان است و نادانست
ستودن و ناستودن را یک فرمان است - اما ذوق داناستای بر دل در آورده
زبان را خوش نگذاشت بدلی نفهم اگر همه و کز آشفته چه به از آن که ما هم سینه گفتند با شمیم - دیده
در سے کوتا بنگر که امروز در تریخ یوسفی را در مهر حق با نذر آورده اند که زیبا بی جمال
با کمالش هر مایه نازش روزگار است - سنے یلوهی زبان زیبا بی لوهی را در کار نگاره
سخن پروری کا آورده اند که استادان استادان را گزین آموز نگار است - جا ما سب پای
ساسان مایه آذر کیواں پایه مولوی نجف علی خاں همایون خرسے با ساسای آن که واه - بگو یا بچکر
از آن ناز که بیکر سے دیگر بر زبان گویا آن که ستر سے فرو ریخه پیر سے و سبایه ستر کا
خانه کجلی باشد - با آن که است که نیلا سے معنی در سیر خانه - اما قاطع به دبار ذتاب پیدایان
نامنه نامور - فی پیشتم سیم روشنی خواست:

مکانه چای شد درم زین ارتنگ
هم این سباده سید امینده را میسرم
هم آرد از تازه سالها نازم
خواجه بستان در ز میسر

راز نثر از زیستن و راز از اذکانت نیز از رایکی از راز دانام گویم که چون حسن عبارت گشت و دانست
که روست خوب را چشم بد و در کین کمال را عین الکمال بد و نیال است به چشم داشت دنع گزند چشم
نغم سودمند سے حرزے نبشت - یارب این بگاشته چشم پیام آئی سفرنگ بافر و فرنگ با و بد
خبر و رس دست تاراج هیچ ہرزہ مرس مراد -

(۱۲) تقریب در ی گشا

یزدان رواں بہ خرو و فروز و بہ گرداگردہ مردم زبان ہائے جداگانہ آموز ہر زبان را زبان
وال پدید آورد و بہر گنجینہ دہ بستہ را کلید آورد و دریں روزگار بارہای گشتار را داناکی آفرید و بے نئے
قلو و زبان دردی دارا گئے آورد کہ تخت شہر حے دل پذیر بہر دستا نیز گماشت سپیش بد نشین و رنگ گشا
ہمت گماشت - از آن رو کہ اسم سامی موثقا و بالفضل اولنا بہ زبان پردی فشان ملک خوش و
روکامہ مذکور است بے حرفہ ہر ذی نام ہمیش از ادب و دراست - غالب دانش جوئے آں ہے گوید کہ
من یستائیش گری و فرماں بری احباب کار از پیش ہے برم و فرجام کار لفظی چند لائیں پیوند گیتی
یادگار گماشتہ - معنی با خویش ہے برم بہ سیمستی بادہ سود عبارت دیباچہ فرنگی و پیوندانہ یکتا کرد
و بدیں آفرین گستری آفرین شائے شدہ ام گفتار مرا حسن قبول روزی باد -

قاری نظم :

(۱۳) نامہ منظوم بنیام جوہر

دلت سرخوش بادہ سود ر باد	و فاجہ ہر از تو عیشم دور باد
رواں تادہ کن دگشا نامہ	دستہ از تو الفت فراتامہ
نسیند تو ابر دل اند غم غبار	نخواہم کہ در عوہمہ روزگار
ندارم غم ہستی خویشین	نہ بخور ہی من مخور غم کہ من
نہ از مردن من چہ نقصان من	نہاں از من است و نہ حیم آن من
نہ شایستگی بودہ دانا پسند	ہر شے است شایستہ و سود مند
نہ از من نباشد کد فی شہو	از آن کس کہ ذرہ بذا دی شہو
نباشی بہ حیل گری عذر خواہ	چہاں دادہ فرماں کہ در میان راہ
بہ شادی در ان حاجت ہی رسند	عزیزان بہر دگر ای کسند

رسید، ناچار رقعہ موسومہ مولوی سراج الدین احمد صاحب در نور و عریفہ فرستاد
 شرح آں پہ جناب رقم زدہ، دکھا رہا مگر بہ تقدیم احکام جناب سنا ختم
 فقط۔۔ رقعہ بنام مولوی صاحب برائے آنست کہ کمار خان مرزا اکبر بیگ
 صاحب نمی داند۔

— (۳) —

جناب راقی انتساب مخدومی و مطاعی مرزا احمد بیگ خان صاحب
 دام بخند۔

مخدوم من، شب شادی نور چشم محمد علی خان اتفاق آں افتاد کہ چون
 نیچے از شب سپری گشت، بہ خانہ خویش آمدم، لیکن چون نور احمدان نمی شمر دم،
 و تکلف در میان نہ بود، بہ توذیع نہ پرداختم، و بے خبر برخاستم، بل کہ مخدومی جناب
 ابراہیم خان صاحب خبر دارند۔ بالجملہ آں دو پاس شب در غودن بسر بردہ نگاه
 برخاستم، و بہ ہوگی رفتم۔ دور و زود و شب در آں جا آمیدہ، و دیر و زک و دوشنبہ
 بود، آخر روز بہ کاشانہ باز آمدم۔ مخدومی ذاب علی اکبر خان سلام گفتہ اند،
 و تہنیت رسانیدہ اند۔ ایں بود اخبار آرا گیارہ شوق کہ گفتہ شد۔

ایہ و ابرائیم کہ از صحت و عافیت مزاج خود و صاحبزادہا آگاہی بخشند۔
 نیاز سمت و این۔ اسد اللہ

— (۴) —

جناب فیض آف حضرت مرزا احمد بیگ خان صاحب دام اشفاقہ۔
 عالی جنابا کہ بہ سیرہ خواجہ فیض الدین حیدر صاحب می رسد، امید کہ در نور در لایم
 جناب بہ چنانگی سورہ ادا شود۔ ملقمس آں کہ غریبے از بہاد و در یہ آں کہ تو فرستیدہ
 بہ میان نیست، مہربانی نامہ فرستاد، ست۔ اگر جواب نہاید رسید۔ بر بے دانی
 و اتم گمان خواہد کرد۔ چنانکہ من آں می خواہم کہ جناب خاص از برائے ایں مکتوب
 گماستہ سرانجام ادا و رواں فرمایند کہ منت بہین خواہ بود۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ

— (۵) —

بہین عذایت مخدومی و ملائی و ملاوی جناب مرزا احمد بیگ خان صاحب

دام لطف، مقرون باد۔ یہ عرض می رساند، امروز بہ وقت کہ می بایست نخست بہ دفتر خانہ رسیدہ، و از آن جا بہ بارگاہ رفتہ، شرف ملازمت جناب لائو (کذا) صاحب ہم رسانیدہ شد۔ امروز نیز چون روز گذشتہ بہ پاس خاطر جناب مرزا افضل بیگ صاحب و حضرت مولی سراج الدین احمد صاحب ہم دریں جا اتفاق زمیت افتادہ است۔ انشاء اللہ تعالیٰ فردا تا نیمہ روز کلیمہ اخزان خویش رسیدہ خواهد شد۔

و دشنامہ برائے محفل کہ رقعہ اش رسیدہ است، داشته شد، و دستاویز حاجت بدین نبود، بہ خدمت فرستادہ آمد۔ زیادہ جز تسلیم چه برگزارد۔ محمد اسد اللہ۔

نیت: (۶) نیت

خدمت می کرد می جناب مرزا صاحب مکرم مناقب زاد عنایت، سخی لطیف بہ خاطر رسیدہ است، می خواستم کہ بہ خدمت رسیدہ، بہ معیت جناب بہ دولت خانہ را و صاحب دالامناقب را و شایہ را و صاحب حاضر شوم، لیکن تا شغال گیر شوق نگردید، کہ خلوتے چنان کہ بایہ و دریں ہر دو بیامیستہ فرماہد آمد، لہذا سحرونی می دارد کہ رستہ پادرا بہ خدمت را و صاحب رسانیدہ، و جناب شای را از استیضائے من آگاہانیدہ، تا آہ آخر روز خواہ اولی شب جناب سامی را و صاحب بہ کلیمہ اخزان را تم قدم رنجہ فرمایند۔ دریں باب تفاقی بہ میان نیاید۔ زیادہ جز نیاید کہ گزارد۔ عاشق اسد اللہ۔

نیت: (۷) نیت

خدمت ماہی عا دام جدید، حال تہذیب بزم طرب، بہ روز جانی نہ گشتہ، امید کہ از کیفیت زمان و مکان بیابا گاہانند۔ دیر در کتابت خودی ذائب علی اکبر خاں کہ دم صید از شہاسہ اوست، از ہر کلی رسیدہ است، بیاماند و مرا برائے عیادت طلبیدہ اند۔ می خواہم کہ روم، دہشتہ در آن جا باشم۔ چنانکہ از برائے آن می پرسم کہ اگر چہ ہر شنبہ حال کہ پس از پنج روز می آید، روز اتفاقاً بخیر قرار یافتہ باشد، در رفتن و برگشتن، و اینہا از ہر شنبہ روم، و احیاناً اگر محفل آرائی در ماہ رمضان

مولوی صاحب نے مدد و روح چھٹی فرمائی، دایں قدر ہم موقوفہ بہ رضا سے بننا بہت، اگر
 بہ خاطر بگڑنے نہ ہاوردتے۔ مع 'صلاح ماہمہ آفس'، 'صلاح شہاست'، زیادہ نیاز۔
 اسد اللہ - سید۔

..... (۱۰)

قبل ازیں، دو شمال کسینز کہ پیریشپ، از ملازمان آدودہ ہوم، ایک بہ دست
 کھارمی رسید، رسیدہ باد۔ دیکھ، نیاز نامہ موسومہ جناب فیض الدین حیدر صاحب
 سلم اللہ تعالیٰ مرسل است، بہ توجہ ملازمے از ملازمان جناب سامی از نظر کتب الیہ
 گزشتہ باد و دیگر آن کہ وعدہ داشتیم کہ ہر گاہ بہ بلا سے نزلہ و زکام مبتلا خواہم شد،
 چاشنی گیر مذاقی پیشکش کہ بالفعول بہ برش معروف است، خواہم شد، ایک آن نزلہ
 و آن زکام۔ آمید کہ بہ قدریک قولہ از آن مرکب عنایت شود، تا دوسرہ روز بہ آکل آن
 مبادرت نماید۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ،

..... (۱۱)

والا قدرہ، اوراق جام جہاں نما رسید، مدعا بہ حال صاحب رنڈی نہ
 (کذا) دہلی رسیدنے ہو، معلوم شد کہ ہنوز در الوریست، اگر از آن جا بہ جانب جے پور
 وجود ہجو رہے، در از باید تا معاودت نماید، و اگر از آن جا برگردے، ہر آئینہ زد و تتر
 درستی کار مقصود است۔ بالجمہ آں اوراق را دیدہ، ہم چنان بہ حال فوائذ نامہ
 سپردہ شد۔ دو شمال نیز بہ دست دے فرستادہ آمد، خواہد رسید۔ زیادہ نیاز۔
 چہ تماشا است کہ اجزائے کلی رعنائی را یاد آمد، و نہ جناب فرستادند،
 و ایک نیز بے تحریر عریضہ ہذا بہ خاطر گذشت۔ اسد اللہ۔

..... ۱۲

قبلہ ہا پارت، چوں رفتن جناب بہ راہ گزراں گزراں (کذا) اتفاق نیفتاد، و نام
 کہ جناب را استنباط دیوان فقیر پیش اندیش است، ناچار التجاہ توآب صاحب قبلہ
 و کعبہ مبارک را از قولہ توآب، حسام الدین حیدر خان بہادر کرم، و دیوانے کہ جناب مدد
 بر اسے خود بہ شوق تمام قریب نمیدہ بودند، بہ گہائی طلبیدم۔ نیز دقائی توآب صاحب
 را اسامی و دار و مکہ بظلال ذوق خود روا داشتہ، آں اجزا بہ من بخشیدند، چنان کہ

آں اجزاء بہ خدمت فرستادہ می شود۔ بہ احتیاط نگاه باید داشت و بہ حیدر آباد رسید
جلد این اجزاء مرتب باید ساخت۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ۔

تہیت (۱۳) تہیت

عالی جناب، دام لطفہ، کھار بہ فوریت عیوڈ بیت نامہ بہ خدمت می رسد، اما
کہ بہ رحم علی بفرمایند کہ دستار از دستار بندہ کھار و جبہ دست فرود از کھار بہ دستار
بدانہ۔ زیادہ نیاز اسد اللہ۔

تہیت (۱۴) تہیت

جناب عالی۔ چون امروز در بندہ ذرا کم آوردن فرمایش ملازمان مانده ام،
اگر بہ خدمت نہ رسیدیم، ہم از حاضرانم۔ امید کہ احزانے خطاب، ذاب ستید
عالم علی خاں صاحب رقم کیند و بہ من فرسید۔ بہ شرط یقاسے حیات فردا ہنگام نیم روز
بہ خدمت می رسم۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ۔

تہیت (۱۵) تہیت

خواجہ جمیل المناقب، رفیع الشان، مخدوم و مطاع بندہ، جناب خواجہ
محمد حسن صاحب زاد مجدد۔ قبلہ من، ہر چند مطلبی کہ زبان گوہر نشان بہ گوشم
دمیدہ است، بدان نیز دیکہ نامہ را بدان توآن آراست و سخن را در شرح آں دراز
توآن کرد، و عبارت رنگین کردن و نہ بے مزہ استوار است و عبارت صرف ساق
از مطلب بازماندن و کتب الیہ را در پیچ و تاب انداختن است، لیکن اگر فرماں بجا
نیارم، خاطر خاطر دل گردد، بہ ہر حال سطرے چند سادہ و ہموار رقم می گردد و ہولہذا
”پیش ازین دو قطعہ عرفہ اشت از لکنو (کذا) سیکہ بہ فور و در آں دیار“
”دیکہ حسین روانگی از آں محو بہ حضور مکرمت ظہر ارسال یافته، اغلب کہ بہ نظر بریت
”اثر گذشتہ اشارہ کہ الف مند رہ گشتہ باشد۔ بالجلد جو دیت کیش بہ رہ نمائی“
”اقبال خدا نیگانی بہ استقبال دولہائے مستقبلہ در دار الخلافہ شہاں جہاں آباد“
”رسیدہ، از پنج سفر ڈاک آرمیدہ، در سندہ آفت نہ ساز و بہ ک سفر ترتیب“
”دادہ، و مگر اسے منزل مقصود نرود، و از عالم نیکو بندگی و بہ خواہی آں چہ
و مکتون تعمیر فدویت نہاں۔“

”پر اور صاحب قبلہ خواجہ فخر اللہ صاحب حالی راستے عالم آرا سے خواہد گزیدہ نیاؤ
 ”حمید ادب - نیز دلائل اقبال از مشرق جاہ و جلال بہ فرد بخ جاوید تابندہ“
 ”دور خشنده باد - فتم۔“

مد اللہ محکمہ عرصہ می کہ کہ مطلب مختصر است، و حرف مختصر را طول بے جا
 دادن از عیوب عبارتست، اما در افشاں القاب پر اور صاحب خود اختیار دارند،
 اگر یک دو لفظ بیفزایند، زیاده ندارد۔ والسلام والا کرام۔

تتت (۱۶) تتت

یا اسد اللہ الغالب۔ یہ والا خدمت رفعت درجیت خواجہ صاحب جلیل القاب
 عظیم الشان، مخدوم و مطایع نیاز مندان جناب خواجہ فخر اللہ صاحب زاد مجدہ و علاوہ،
 منظور و مقبول باد۔ قبلہ حاجات، در آغاز نامہ دو سب را بہ گمراہ مایگی ستودن باوجود
 و افسانہ گوئی بودن است، این زمرہ بہ ستم سازان مبارک و در نور و نگارشن
 سرگزشت حرف شوق بنشستن نقاب بہ روئے شاہد را ز فرودشتن است، این
 شیوہ بہ پردہ طرازان از زانی گزین، روشنی کہ نامہ نگاری را شاید آفت گزشتن
 از گفتن آن مایہ دور تر نہ رود کہ سراپاں ہر دور شستہ با ہم و گونہ توان یافت و نقش یک
 در آئینہ دیگر سے نتوان یافت۔ بالجمہ بہ جرم این کہ دیدہ را آئینہ دار بسلوہ شاہد
 مدعا خواستہ چہ روز ہاے سیاہ کہ نہ دیدہ ستم و باد افروہ این کہ چہ بر آستانہ زلف
 لیلاے مراد نقش بستہ چہ بلا کہ از دہر نہ کشید ستم۔ از بیدار سلطت عدالان دین
 بروم تیغ مالان بہ کلکتہ رفتن و عمر سے در از دران مینو کہہ فراخ در کشاکش بیم و امید
 دل زین و انگاہ چوں دعاے مستجاب برگردان و جوار بلائے نماندہ و
 دپاسے ناگماں بہ وطن رسیدن، آمیزش حکوتم ستم پیشہ با دشمن و گشتن بہ برشتہ
 کار از دست و رسیدن بہ آئینہ تزیین و فرود رفتن بدینا ریزہ و دپاسے و مردان
 مستر اندر و استر انگاہ بہ مرگ ناگماں و در آغاز از روی در رفتن مولوی محمد حسن از میان
 در ہنگام پایان نظم در رفتن گشتن این چنینی اعراض بہ جوہر صحت حال و ابی گشتن
 کار ہا در کشاکش امواج طوفان این گونہ حوادث اگر خواستہ بر آستینا بہر گوارے
 و سرا کہ در غصہ دار سے بہ حد صفحہ گمراہ نہ دیدہ، و بہ ہنر نامہ انجام گمراہے نہ گزود۔

مخدومی خواہر محمد حسن صاحب تیرگی روز سبیا نامہ نگار دیدہ اند، و غربت من در وطن
 تماشا کردہ اند۔ دل از کمینش بے وفایان فرنگہ ہم نبردہ و دروان از اختلاف این
 تباری در دنان شید رنگ آزرده۔ حالیا بر آں سرنگہ آگہ گئی کہ از جاہ مند ان ہندوستان
 بہ من پر داند و بہ ہنجار اندازہ نگاہ داری و قانونی پایہ شناسی مرا بہ سوسے خود خواندہ
 دل بہ بیجا کب طرہ دل آویزگر و دش بندے و دشمنی و غریبہ سائے دیوار قہر و آلائش کشیدہ
 ورنہ قلندرانہ از سہر این تیرہ خاکدان بہ خیرے، و گر، جہاں گئی دے و دسر اسرافات
 پیما گئی۔ دل بہ طوف آفتش کہ ہاسے یزدے کشد و دیدہ تماشا دے در خانہ۔ بے شیراز
 سے جوید، چنان کہ شوقم دریں پردہ بدیں آہنگ فرادان روزہ یاد دارد۔
 غالب از ہندوستان بگریز فرصت منت قسمت در نجف من خوش است و در صفایاں زمین
 سطرے چند بہ صنعت قلیل از رگ ملک فروزا دیدہ۔ دل از پارس تا کی شاید جلوہ ای
 آرزو کرد دیدہ است کہ عنوان این ورق بہ لمعہ نگاہ معنی القاب سبیا عالم و قبل ایل
 عالم خادستان گرد۔ اگر اند کو کلب موطول زمان فراق حروب و فغان صفحہ خاطر
 نہ سترده، و در صریر استغنا خاکسار یہاں غالب مستہام اندیا، زبردہ باشد
 ہمت دریغ نباید داشت۔ والسلام مالا کرام۔ از امر الدین نگاشتنہ دسم
 رمضان سنہ ۱۲۴۸ ہجری۔

(۱۷)

قبلہ من، غنایت نامہ سبیا، و حال حال گوید۔ بندہ اور طعام امروہ
 و دغدہ و صریر است۔ سیکے این کہ بہ شب برادرت۔ اکل غذا فی کم، پر گز،
 امروہ روز یک شبہ است، از اکل لحم اجتناب دارم، و اگر چنین بودے
 بر طاف مانده خوشستم، و استخوان ریزہ و کبابے جو خوردم۔ امید کہ بہ برادرت
 اعاف دارد، مگر براسے بندہ قدر سے از ادلوش (کہ) انگاہ اند۔ و دوبہ وقت
 صبح چند دست بسیدہ، و پییز خوردہ، و بہت شہا بہم نی دیہ، بارنتہ بہ زورق
 خراہ شدت، و روانہ خواہم شد۔ امروہ بہت تن موز پڑا، و نور امن بندہ
 مولانا راج الدین صاحب امرہ

(۱۸)

بجوازہ سنہ ۱۲۴۸ ہجری، دارہ ستران صاحب (۱۸)

هر مجتهد و لطف مصدق سلامت همانا که به اشراق ضمیر قرار سیده اند
که فلاحی را شکوه استغفار و قروقر است و اندر بے مهری و استیلا داستان
ازین جاست که نامه فرستاده اند، و نوید خوش دلی داده - مایز لب ارشکوه
فرد بسته ایم، و در باں به ستایش هر بانی گشت - و نرسندی خاکساران کو
محبت و وابسته به منیم نگاه میدست و شادمانی و ارسنگان عالم الفت به بند
پیش گاه گاه - که می جناب مولوی سراج الدین احمد صاحب به هم نربانی
مشفق آغا محمد حسین فیله در استغفار و عذر تو دل از جانب جناب تحویل سامعه فرموده اند
حق خدا که در دوزخ هر گونه گذارش دل را بدای نرانه هم آواز یافته ام چه نیک داشته
ام که تنها قلب به عذر رفته نموده، و صدراع مانع و دواع بود، بل که درین دواوری معارف
با خوشیتم که چرا فرستاد از کف دادم و وقت دواوری نیافتم - کاش دوست
در جهانگیر نگه داشته - تا دلیل به نربانی بای می، و گردیدی، و از جانب من بساط
پوزش گشته - چه خوش شد که - سر به کسوی های من فرمایند، و هم نرد
از جانب من مذرت، خواه خوشیتم با شسته - السلام والا کوام - فقط
محمد اسد الله ۲ از رمضان

— (۱۹) —

خدمت من سلامت، بهفته جاست که چشم از دیدن و گوش از شنیدن
خبرم است - پوشیده نماند که جناب مولانا سراج الدین اندر مظلله الحالی جنگ
به و امن است - اود زده، مرا انوایش در هفتامه به جواناب برده بودند -
گما نهاداشتم که جناب خدمتی یز به تقریب سیر و تماشای آمده باشند - هر چند
من و مولانا درین آرزویده و انبوه خلق از هم شکافیتیم، از گنج و راه ملازمان شرو
نیافیتیم - با بچله غنم از و اندانگهای خویش و رعایا که چرا به خدمت نرسیدیم، و هم چنان
پارده از تلافی و استغفار جناب در صد هزار گونه پیچ و تابم که درین ده و دوازده روز خبر نم
نگرفته که فلاحی را چه پیش آمد و کجا رفت - به هر رنگ سلامت با شسته و در بمانند - فقط اسد الله

— (۲۰) —

خدمت و مطالب من سلامت - اهره ز کما در پیرای آب آوردن به لعل دلی

رفته، چون چنین دهم است، هر دو آدم دیگر در دست بگیرند و بپایدارد که گوشت کمار
 و این در این صورت است که بپایدارد و در دست است. چه خوش باشد که ملازمی از
 ملازمان در این باره باور افی جام بهمان اقامت یا بگوید که اگر تا من برسد که حال بر زمین
 (که در این راه از آن آفریده بر یافته، بهم نشان به خدمت است) و اگر هم به دست که
 کمار نخواهد فرستاده و آن هم چیزان هم بهیم و پاک نخواهد بود و زیاد نیاند. فقط
 امر که در دست است و تلم کشیدن و مشورتی مزاج برقم فرمایند که دلی
 شوریده بپایدارد بهمان به پیش برسانید. والسلام خیر تمام. الله اعلم. فقط

بیت: ۱۰۰ - ۱۰۱

قبله من، نه دهم از ساده لوحی ایمن است یا در واقع هم چنین است که
 ملازمان و خدمت کاران سامی را ملازم و خدمت کار به نشین کردن. الله روز است که
 هر روز آدم من می رسد و جانور را نکند و هر روز تا ما بشویم انتظارش می کشم.
 نیچیه با از هم فروریخته، نزد من آدم کجا تا کار سرانجام دهد. یک کمار و دو خدمت کار
 با خود دارم، از دیار دایم بیا ریگانه. ستم است اگر در این تنهایی و کسی مشایخ
 چاره سازد و بخواند من نه یاستید. گرفتار که جانور بخشد پیش خواهد آورد که نیچیه بند را نیاقت
 مرا نیچیه بند و کار نیستد و جانور را از مایند تا به یاد آید که کشیده، نزد من بپاید، تا
 نیچیه با بر نویسد پارچه و در نظر بگیرد. سستی ندارد. به دو بند نام، تا کار کرد
 کرد و آمد در این وقت بهمان بهمانی کرد و اگر و تن مساعد شد، سر شب
 به ملازم است و هم رسیده به هر حال و فردا با دایم عافند و من بپاید. زیاد و خلاص
 است این خان، فقط

بیت: ۱۰۲ - ۱۰۳

تلم کشیدن و تلم کشیدن، هر دو آدم دیگر در دست بگیرند و بپایدارد که گوشت کمار
 و این در این صورت است که بپایدارد و در دست است. چه خوش باشد که ملازمی از
 ملازمان در این باره باور افی جام بهمان اقامت یا بگوید که اگر تا من برسد که حال بر زمین
 (که در این راه از آن آفریده بر یافته، بهم نشان به خدمت است) و اگر هم به دست که
 کمار نخواهد فرستاده و آن هم چیزان هم بهیم و پاک نخواهد بود و زیاد نیاند. فقط
 امر که در دست است و تلم کشیدن و مشورتی مزاج برقم فرمایند که دلی
 شوریده بپایدارد بهمان به پیش برسانید. والسلام خیر تمام. الله اعلم. فقط

را باید که اگر فی نفس الامر در پی امری با سر شد، خود را چنان فارغ و آلا بانی و انماید
که کس از رازش آنگاه نگردد و آنکه مثل شما صاف دلی و فارغش بالی گردد، که
با وصف بی طبعی و آزادی خود را در نظر مردم افتاد و طاعت قرار دهد. مدعا نیست
که برین گرده یعنی حکامان مساعدت نکنند، بلکه از خود متوثر و از خصایص خود بیم ناک
انگارید. اگر عزم رسیدن این دیار دارید، بخوش باشینید. هرگاه در خوابید آمد
به چشم خود خوابید دید.

از حال مخدوم ذی قباب مهدی علی خاں خبر نمیدانست. من ازین سر اسبکی
که از زمین و یسار در شکستیم و خیرات گشته اند، جوانی نامه بخاری نیافته اند.
ذی قباب صاحب را کجا و باغ یاد آورده و خاکسار نیست. اسد الله فقط.

سنت (۷۳) بیت

شکوه بی پروائی از مردم نگارید. کار پیش از آنست که به تفریب آید و به
تقریر گنجد، ناچار هیچ بند را به جا نرود و با خدا سپردم. فقط.

خشت خیر و عافیت ذی العین محمد علی طالع الله عمره بفرستد که حال
بیا را بد دل بیا ساید، پس از آن رفته بودم و خود را سر تا سر به تالان میکرد و
سر پای آن بگذراند و آنگاه بیا شیخ خویش نقل کرده، اصل کتاب را اندیم بدو زد و
به آب و آتش دهند. زیاده نماند، فقط.

سنت (۷۴) بیت

بناب در راه ادب و احسان است و دشمنیم بجهت لطف و کرم و احسانیت. پس از
اعلان التزام شیوه تسلیم معروض این که مجریه نشری که فرستاده بودند، از نظر گشت و
تأدیه به مواد آن بیاض آشفته گشت، حیرتی چند روی داد که توضیح آن، خود را افتاد، لیکن از
آنجا که دماغ هنگامه و عزم تحریر و ادبی نامه ندانیم، کشته و طعنه کرده ایم که درین صفحه
به آرایش عبارت نه گزاشیم و مقصود جواب اعتراضات نه تسلیم نامه، که به بنده بدانند
که ما را التفات به جواب در روی در مقابل نیست. فقط مفید در آثار ادبی مردم دیدیم
که این مصرع

«چنانکه سرش از اینها میفرکان، نمی آید»

در آرم چنین بی شعر.

که درم آورده اشبانه و باز نه داد

بے معنی است: "افند کلام" - "پیمات" - "در آرمیای شرکاء" "بہ معنی دارد."
"و کردم آن باز" یعنی به؟ بعد کاغذ که در دست خطا زده گذشته است
نیک نیز کند که مطلع نیست

دنه از تا آمد که چشم دو آسان بر نمی آید

نگاشش باور از بهای شرکاء بر نمی آید

اما شعر نیست:

دو آه از آن ناله که تا شب از سر باز نه داد

به هم آشتی مرغان سحر خوان زده

مذعای که شعر را غلط دانند، اما غلط نخوانند.

و دیگر هم در آن هیچفہ مندرج بودست که گذاشتن و گذاشتن و پذیرفتن به زور

بزرگداشتن غلطی املا است. نکته شناسا، غلطی املا و قوی توان گفت که دانا بدان

نیاست و سهو در تحریر افتاد، حال آن که تحقیق ما براسے ماکافی و در نفس خویش تمام است.

اگر بیزبانه از شادی نه بالیم: اگر خرد و گیرند از اندوه نه نالیم - طرز تحریر را غلطی املا گفتن

غلط است. اما اگر غلط نوشتند خصوصاً در بیت - باجود غلطی املا آفت که مثلاً اولی

را کسی به جای بزرگداشتن خواند، رای به او رسیدن محله نویسد، یا هم چنین اعتراض را

رای به زحمتی بزرگ دارد، و ضبط را به تاخیر نیست رقم زنده، و قس علی هذا.

علی هذا که مطلب از تحریر این عابد غرض شکی نیست، چنان که خواه در صدر

نامه شرح داده ایم - خامه فرسائی و بهای آفت که فراموشید کار و ... و در با

بزرگداشتن املا است. اما بهیچ وجه نمی توان از پیشتر است.

ج - (۱۶۵) -

ناله از آن ناله که تا شب از سر باز نه داد

بزرگداشتن غلطی املا است. اما بهیچ وجه نمی توان از پیشتر است. چون ویدیم

و بهیچ وجه نیست. اما بهیچ وجه نمی توان از پیشتر است. چون ویدیم

انشاء اللہ العظیم بہ روز یک شنبہ باہم دگر تو دلچ بہ میان خواہد آمد۔ زیادہ نیاز۔
امید کہ از حال مرزا غلام حسین اطلاع بخشد، و دیگر اندر داغی مکتوب ڈھاکہ
بیجاگا ہائند۔ دیوان ظہوری علیہ الرحمۃ اغلب کہ بہ خواجہ مستقیم صاحب رسیدہ
باشد۔ والسلام والاکرام۔ فقط

چهار شعر دیگر منقطع اگر راست گویم هرگز نگذاشتن توان داشت دستم به کاغذ نه توان کرد
به ازین جویند و دیگر فرمایند:

په پیچ از ان نام و نشانش دهند چون نه پسند به از انش دهند
داشت نام نه الا کلام - راقم بعد از هفتاد و هشتم عشره در آفرید و بدو ده الا نامه به دوستان فقط

..... ۱۳۲۷ ۱۳۲۸

در این دو سال در آنکه در فریاد منع نتوان کرد و ماتم ز دگان بر انداخته کوبی باز
توان داشت - مرا که دل از پیله عزیزی تنبیه در واکده است، از نامه در فریاد چاره نیست،
و چون به در و قافای جان داد و در میان و تان شده تمام و سر بی خوابم که در - آنکه هیچ سبب
خامه نیست - منم که چون دو هفته گزشت که از تو زیاده از و رانی با هم دلین آنچه
نرسیده به بهر بر این در دهنده گویی، نهش ماه است که بر حاشیه نکتوبر و نیکو ان هم
به سلام یاد کرده آید، تا به نامه و پیام چه رسد - ناله سید بن نامه از جانب من نه از آنست
که در ترکیه در دار پیر و شما بوده باشم، و نه از آن که دوست که من آن قدر در غم و اندوه
خود نه باشم که یارای نفس نشین بر رفت ندانم داشته باشم - بسیار گذشت
خدا ای داد گرم که با این حق لا غرورم - افزونی و تو مندی بخشیده است که اگر فی المشمل
و د عالم به هم خورد و رانی خویش به نیکم، و با این همه در دفا دار می آن مایه ثابت، قدم
که سر بر روی این از خطه جاده و توت و ناز و بار تره خردار آید که شمارا چه در این
نگذشت، و در لوی سران آفرین، با این تپانها و گاه و گاه دانسته بودم که به جمع اسد آمد
با من معذرت آنکه من که از این و فرقه اسلام به همی از دهانه می نه نیست بخش پیشکاو
سدرها است به شدت در آن به نشاند و کرد و ابراهیم را در آن

حاشیہ آثار غائب

اثر غالب و دھرم میں شش قسم ہے۔ پہلے حصہ میں اردو فارسی کی وہ نظم و نثر ہے جو زمانہ غزوہ کی ہے۔ دوسرے حصہ میں صرف وہ فارسی خط و کتابت ہے جس میں تہذیبِ اہل عرب و روم نے کوئی نمایاں کام انجام دیا ہے۔

[illegible]

دست گاہ ہے معقول داشت - احیاناً شعر کی گفت - چند شعر فارسی دارد از نظم نیز گزاردینو پڑ
در عین شباب در ... سنہ یک ہزار و دودھد و نو دہجری در کلکتہ وفات یافتہ (تذکرہ)
نسخ لے ڈاؤن جن آغا احمد سے تاریخ نکالی ہے - (تذکرہ) - ۱۲۹۰ھ میں جب میں شریا
تھا تو ۱۲۴۳ھ میں قیس کی حمایت میں غالب کے خلاف ہنگامہ آرائی کرنا جیسا کہ غالب
(۱۲۵۵ھ) میں مذکور ہے 'قطعاً ناممکن ہے - یہ بھی واضح رہے کہ خود نسخ کا سال ولادت
۱۲۴۹ھ ہے (شعب) -

مرزا اسیم بیگ رحیم کے متعلق خود مہبائی نے لکھا ہے کہ مہبائی سے تفصیل کتب یا
اصلاح شکر کا اتفاق نہیں ہوا، لیکن اپنے بعض رسائل پر اصلاح لی اور اس کے علاوہ کلمتہ
سے بہت سے نوادہ علمی حاصل کیے - (گلستان) - رحیم کا قول ہے کہ "رحیم تحقیق لغات و کلمات
از غم خانہ فیض مہبائی خوردہ" (رسالہ) ساطع برہان کا سال طبع ۱۲۸۲ھ ہے - رحیم نے سعادت
کی طرح محض چند اعتراضات سے بحث نہیں کی، کل یا تقریباً کل اعتراضات کے جواب دیے ہیں
اس کا اجماع عموماً طنز یہ ہے کبھی غالب کو تمسار سا سان ششم کہتا ہے، کبھی یہ کہتا ہے کہ
ایسے اعتراض میرا سا کور ہو، ذکرے تو کرے غالب کے لئے زیبا نہیں، مگر کہیں کہیں کھلم کھا
یہ بھی کہتا ہے کہ غالب سے تھا بقیہ وقت ہے - اس شخص نے بھارت سے محمدی کے بارہو
کس طرح قاطع کا جواب لکھا حیرت انگیز ہے - غالب کا یہ بیان کہ سیاح نے رحیم کے بشیر خوا
کو لطائف میں رد کر دیا ہے (اردو ص ۲۳) بالکل خلاف واقع ہے - غالب نے نامہ غالب میں
محض چند امور سے بحث کی ہے، اس سے ساطع کا درجہ صحیح متعین نہیں کیا جاسکتا - رحیم فارسی
اردو دونوں کا شاعر ہے اور اس کا کلام تذکرہ دل میں مناسب - تذکرہ دل میں ان کی ہونٹا
ذکر نہیں -

امین الدین امین دہلوی مصنف قاطع القاطع معلومی کے شاگرد تھے - گلستان میں
کہ "علوم متعارفہ کو نہایت تدقیق کے ساتھ ... تفصیل کیا" اور پایہ تحقیق کو عرش افتخار تک پہنچا
... اشعار فارسی نہایت مسانت سے کہتے ہیں - علم مجسم ... ان کے لب کو کبھی جسم
خالی ہیں پایا "حق کا ذکر محرق میں ہے یہ سعادت اور امین کے ذاتی تعلقات پر مشعر ہے
تین میں (ص ۲۴) غالب نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مزید کے معارف بے سعادت نے اذیت
یہ خلاف تیا ہے لیکن یہ بخوبی ممکن ہے کہ حق سعادت نے اپنے خرچ سے چھپائی ہو، اس

لہجہ بہت خراب ہے۔ سخت سست تو کہا ہی ہے۔ فحش کالمیں بھی دی ہیں، میرا گمان ہے کہ
 امین نے صرف برہان نہیں، سعادت کا بھی انتقام لیا ہے۔ غالب کو بدزمانی کا پھیل اچھا نہیں
 ملا یعنی سید عباس مرحوم نے انھیں ٹھیک لکھا تھا کہ ظرافت نہ کرنی تھی۔ تیغ کے انظاریہ کے
 بعد غالب نے امین پر ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ چلایا، جس کی روداد رسالہ اردو میں
 شایع ہو چکی ہے۔ امین کے جرم میں کچھ شبہ نہ تھا، لیکن کئی مولویوں نے غالب کے خلاف
 جھوٹی گواہی دی، اور غالب کے وکیل نے بھی کسی صلاحیت کا ثبوت نہ دیا، کامیابی کی اُمید
 نہ رہی تو آخر کار انھوں نے راضی نامہ داخل کر دیا (ریا دگار صفحہ ۵۵)۔ امین نے سب و شتم ہی
 پر قناعت نہیں کی، اپنے دعویٰ کی فرضی سندیں بھی بے تکلف پیش کی ہیں۔ جس وقت اُن کا
 ترجمہ تذکرہ شاخ میں لکھا گیا ہے ظاہر اندہ نکتے۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ،
 شاید سعدی کے یہاں ملتا ہے، لیکن باب الاباب عرفی جلد ۱۷۷ پر یہ قطعہ موجود ہے۔
 نام کی حکید پر نکتے ہیں :-

دگر بس انیم باز بد و وزیرم دامنے کو فراق چاک شد دست
 ورنہ نیم ملذز با پستدیرم اے بسا آرزو کہ خاک شد دست

(۳) استغاثہ تیغ کے آخر میں ہے اور اس کا عنوان اللہ اکبر ہے۔ تقریباً کل سوالوں کے بعد
 اور ہر جواب کے بعد محمد المدعو بہ مصطفیٰ المرقوم ہے۔ یہ نواب مصطفیٰ خاں شیعہ شاگرد غالب ہیں۔
 اُن کے موید میں سے بھی دو ضیاء الدین احمد خاں، تیرادر حالی غالب سے یہ نسبت رکھتے
 ہیں۔ سعادت علی خاں مشہور آدمی نہیں، رسالہ عید الکرم کے آخر میں جو استغاثہ ہے اُس کا جواب
 دینے والوں میں یہ بھی ہیں۔ تعجب ہے کہ غالب کو نہ یہ سوچھا کہ جب میں کل ہندوستانی نازیکی
 دالوں کو خواہ وہ شاعر ہوں یا فرنگ نگار نامعتبر قرار دے چکا ہوں تو ہندوستانیوں سے
 فتویٰ لینے کے کیا معنی؟ اور نہ یہ بتاؤں گے ذہن میں آئی کہ جو اصحاب خود میری غلامی دانی
 کے قائل نہیں رہے میرے معتقدین و ملائذہ کو کیا غاطس لاسکتی ہیں۔ تہذیب کی عبارت عیوسی
 مملو ہے۔ سوالوں کا جواب فارسی دالوں اور شاعروں سے طلب کرنا تھا۔ صاحبانِ قوتِ ناطقہ
 و قوتِ عاقلہ سے استفادے محل ہے۔ غالب نے اُحد اللغین میں سے جو لغت صحیح ہو،
 لکھا ہے، اُحد کی جگہ اُحدی چاہئے۔ اُحدی اللغین کے بعد میں سے نہیں آسکتا۔ اس لئے
 کہ صرف ایک لغت رہ گیا ہے۔ اگر اُحدی اللغین کی جگہ الغین بھی ہو تو بے محل ہوگا، اسلئے

کچھ بعض سوالات کا ضمن لغت سے کوئی سروکار نہیں۔ مثلاً سوال ۷ اور بعض میں ایک ہی لغت سے یا کائنات کے متعلق استفسار دو میں سے ایک کو صحیح قرار دینے کا سوال نہیں۔ مثلاً سوال ۱۶۵۶۔ غلط سارا، سہو کا تباہ ہے، عہد ساز، چاہیئے۔ سوالات ان امور سے متعلق بھی ہیں جو احمد اور غالب کے درمیان مابہ التزاع نہیں، تیغ موئیہ کا جواب ہے اس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

سوال ۱: اس سوال میں بڑا فریب نہیں ہے۔ فردوسی اور خاقانی شاعر ہیں۔ مگر انھوں نے آواران داسدی کی طرح نثر میں اور شمس فخری کی طرح نظم میں فرہنگ نہیں لکھی، یہ دوسری بات ہے کہ ضرورتاً تجھ کو فردوسی سنا، بعض ناموس الفاظ کے معانی بتا دیئے ہیں مثلاً میوز۔ شاعر کو الفاظ کے استبدال کا خاص مہلیق ہوتا ہے، لیکن یہ فردوسی نہیں کہ اس کی زبان دانی اس قسم کی جو بھی فرہنگ نگاروں کی ہوتی ہے۔

قطران فول شعرا میں ہے، اس کی فارسی دانی کی نسبت ناصر خسرو کی یہ رائے ہے۔ ”زبان فارسی نیکی کہنی دانست... دیوان منجیک و دریقی... پیشین بخواند و بر معنی کما در کہ مشکل بود از من پرسید“ (مضمر نامہ)۔ خسرو بلذیاب شاعر ہیں، لیکن اصطلاح کا اشتقاق جو انھوں نے بتایا ہے، کون تسلیم کر سکتا ہے؟ شعرا کے کلام کا مفہوم فرہنگوں سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ بلکہ قدیم شعرا کے کلام کا مفہوم فرہنگوں کی طرف رجوع کئے بغیر اچھی طرح سمجھنا نہیں آسکتا۔ تمیاس سے ہر حکم کام نہیں لیا جاسکتا۔ فرہنگ نگار کے مستند ہونے کا دار و مدار اس کے وطن پر نہیں اس کی تحقیقات پر ہے۔ بخوبی ممکن ہے کہ کسی خاص مسئلے کی تحقیق ہندوستانی ایرانیوں سے بہتر کریں، ایرانی خود ہندوستانی فرہنگ نگاروں کی سندیں بے تکلف پیش کرتے ہیں۔ لغات کے حوالی درکنار اشعار سے لغات کی حرکات و سکنات کا بھی مکمل علم بہت کم ہوتا ہے۔ بڑے غلطی کو جانے دیجئے، دہ حریفی دور، حروید اور آدہ باب کو بٹھا۔ اگر یہ طور تائید نظم نہیں ہوئے تو زیادہ سے زیادہ جو علم ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں ہے اور نہ متوجہ کی کہ یہ کیا ہے اس کا مطلقاً نہیں چاہا سکتا۔ بطور قافیہ نہیں اور حرف و علی سے مل کر رستہ پر ہونے تو

سے قطران ہ فارسی میں منجیک اور دریقی کا کلام ہے زیادہ باب ۱۰

اس صورت میں بھی ان کے علم کا علم نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ وہ قافیہ میں شامل نہیں رہی۔ درحقیقت بے حاشیہ ایک دوسرے کا قافیہ ہو سکتے ہیں۔ مگر محکم نہ ہو تو اس صورت میں بھی دکی حرکت کا صحیح علم اسی وقت ہوگا جب یہ یقین ہو کہ شاعر اقوال کا مرکب نہیں ہوا۔ فردوسی کہتا ہے:-

بہ زدن سپہیں دودھ تیغ بند ہر تیغ زہراب دادہ پرندہ جلد ۹۹
نزد آستان تاب دریا سے مند و فلق تم بہرہ ترا بر پرندہ جلد ۱۳۸

یہ دونوں شعر اس میں ہر شخص جانتا ہے کہ کسور ہے، پرندگی میں اس کا مفتوح ہونا بھی ممکن ہے۔

دوسری نئی اشعار سے ان زدن کی صحیح حرکت کا بھی علم نہیں ہوتا۔ حرکات ممکن ہیں، مگر قافیہ ایسا چلنا بھی ممکن ہے کہ کن حرکت سے مرکب ہے، اس لئے کہ کتاب کی غلطی ہمیشہ احتمال ہے۔ یہ قافیہ آئے جب بھی حرکت ان حرکت کا علم ہوگا جو قافیہ میں نہ لگتا آئے ہیں اور یہ بھی اس صورت میں کہ شعر آفا سے ہری ہو۔ (دزدی کا شعر ذیل میں ایک دوسری ہے)۔ سراج قادیسی ہے:-

بخارا و سغد و سمرقند و طاجک سیجاہ اہل کشور دخت طاج جلد ۲۶۹

رومن کے قواعد کے مطابق خواہش کی قطع ہوتی ہے اس میں بعض صورتوں میں حرکت سکون سے اور سکون حرکت سے بدل جاتا ہے، ایک بیت یا ایک نظم یا مختلف زعافات استعمال ہو سکتے ہیں یہ بھی دقتیں پیدا کرنا ہے۔ عرومن وقافیہ دیکھنا، شاعر الفاظ الفاظ جو تفرق کرے، اور جس کا یہ قول غالب اٹھیں اختیار ہے، اس کی وجہ سے بھی لغت کی اصلاح ہوگی۔ اس کے اعلیٰ معیار کا شعر کے کلام سے معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہر نے بول نہ لہا چھوٹا، دوسرے یہ ہے، مگر طاجک اور سمرقند کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے الفاظ اور شعر میں متعلق نہ ہو جاتا، اور یہ کہ ان کے الفاظ ناقابل اعتنا قرار دیا جاتا تو یہ تسلیم کرنا پڑتا کہ ایسے مفتوح کے ساتھ ہے۔ ان قافیہ کا شعر شاعر

بہم آجیا می دہسم عمر شتاب

ظاہر ہے کہ شاعری باور شعر ان کے ہاں، یا استدلال کی بنیاد سے مفہوم نہیں قرار پا سکتا۔ ان کی عمومی تیشیت کو چھوڑ کر اب یہ دیکھئے کہ غالب نے یہ بحث کیوں چھوڑی

غالب نے قاطع میں دعویٰ کیا تھا کہ جو لوگ سعدی کے شعر کی سند پر گرفت کی راہ کو چلو
 کہتے ہیں، غلطی پر ہیں۔ فردوسی شاہ نامہ میں سو چھ گزرت کو خفت و گشت کا قافیہ اور ہزار
 جگہ شگفتہ کا قافیہ لایا ہے۔ لیکن وہ ایک جگہ اسے زنت کا قافیہ لایا ہے اور غافانی نے
 کہا ہے :-

’فوریٰ توراہ پیادہ زنت ہر غاشیہ تو بر گرفت‘

صحیح بنی ہے اور جگہ ’تغایر حرکت ماقبل ردی‘ ہے۔ اگر کوئی شخص فتحہ را کی سند
 میں تو شعر میں نے دیتے ہیں، انہیں بھی اس تبدیلی سے تھوڑا کرے، تو اسے تحقیق سے
 بہرہ نہیں اور میں اس سے شکستہ نہیں کرتا۔ سعدی کا شعر جس کا ذکر آیا ہے یہ ہے :-
 ’تسبیم کنان دست بر لب گرفت کہ سعدی ہزارانچہ دین شگفتہ‘ اناطع ۵۵۱۱۔ یہ تو
 تغایر جگہ الب اس سے اختلاف نہیں کرتے کہ شگفتہ کا کان سکسور ہے۔ در نادار یہ
 ہزارہ کہتے کہ سعدی کی سند دینی غلط ہے۔ اس سے گرفت کی را مفتوح ثابت ہوتا ہے اس
 سے اختلاف نہیں تو یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ فردوسی نے ہزار بار جس طرح استعمال کیا ہو گئے
 ان شکوہ یا رجو اس کے مقابلے میں بہت کم اس کی زبان پر یہ کیوں تو بیج نہ دی جائے
 اور اگر فردوسی ہزار بار ایک طرح اور سو بار ایک طرح ’تغایر حرکت ماقبل ردی‘ کا ارتکا
 کو چکا ہے تو یہ کیوں ناممکن سمجھا جائے کہ زنت اور گرفت کے قافیہ میں پیب ہے۔

’تغایر حرکت ماقبل ردی‘ کے الفاظ کے (استعمال سے یہ ظاہر ہے کہ غالب ف کو ردی
 قرار دیتے ہیں۔ حال اُن کہ ردی س ہے۔ یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ ردی قافیہ
 کے آخری حرف اصلی یا اس کے تام مقام کو کہتے ہیں۔ غافانی کا شعر را کی کسی خاص
 حرکت کے ثبوت میں وہی شخص پیش کر سکتا ہے جو فن قافیہ سے بالکل ناواقف ہو کر زنت
 میں تہ ردی ہے جو حرف اصلی اسے فتحی سے لے کر متحرک ہو گئی ہے۔ اس صورت میں
 کی حرکت قافیہ میں جمل نہیں، دہنم ’مضمر‘ کہ سب ہو سکتی ہے۔ ان باتوں کو
 احمد نے غور میں (دیکھنا) چنی طرح سمجھا دیا تھا اور غوں سے وہی بات کہی ہے جس پر
 جہر کا اتفاق ہے۔ لیکن غالب نے یہی ظہر ہی نے سوار کر لیا ہے۔ ”مولوی“

لے اسکی حقیقت تحقیق میں ملاحظہ ہو۔ لے غوں سے صاحب ’تغایر‘ حوی جامی نے لے لے سکا ہے اسکی سہ

لکھا ہے گرفتیں بکسر تیں ہے میں پچھتا ہوں کہ کیا رشتن بھی بکسرہ آؤں ہے؟ (اس کے بعد فردوسی اور خاقانی کے وہی شعر دیئے ہیں جو قاطع میں ہیں) اور جو از اختلاب حرکت ماقبل ردی سے قدامکے دیوان بھرے ہوئے ہیں۔ خصوصاً فقہ و لیس فیامین میں فخر گرگانی نے قید حرکات ثلثۃ اٹھادی ہے۔ گشتہ رگشتہ قافیہ "۱۹۔ گشتہ رگشتہ کے قوافی کو غالب کے سوا کسی نے غلط نہیں کہا۔ (اس سلسلے میں تیغ صلا اور اور و فقہ بھی ملاحظہ ہو غالب کہنا بھی غلط نہیں کہ گرفت کی رافعہ ہے۔ سروری کا شانی لکھا ہے۔ ۱۔ شکفت بکسر کا تازی عجب باشد۔ بستاں: یکے خرده بر شاہ عزیز نہیں گرفت کہ جسے ندارد ایا زلے شکفت، ذ ۱۷۵۔ سروری کے نزدیک گرفت کی رفسور نہ ہوتی تو وہ اس شعر کو شکفت کے کسور الکاف ہونے کی سند میں نہ لاتا۔ آخر میں اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ "بلغت و ہم کاف نیز آدہ" لیکن ظاہر ہے مراد یہ زبان سے متعلق نہیں اس کی بنا وہ اشعار ہیں جس میں شکفت ایسے الفاظ کا قافیہ آیا ہے جن میں ان سے پہلے کاف ہون مفتوح یا مضموم ہے۔ جہاں نگیری میں صرف کسور الکاف ہے اور لفظی کا شعر سنہ میں دیا ہے جس میں شکفت کا قافیہ گرفت نظم ہوا ہے۔ فرہنگ نو بہار جلد ۱ میں جس کی حاج محمد علی تیسریزی خیابانی ہیں۔ شکفت = تعجب بکسر اؤں و ثانی مندرج ہے اور گرفتہ کا وزن فرشتہ تہا ہے۔ شعراے ایران کے کلام میں گرفت بہ کثرت شکفت کا قافیہ آیا ہے میں دو مثالوں پر اکتفا کر دوں گا۔

آخر الامر قاعدے گرفت نامہ نظم داد نیک شکفت۔ انوری ص ۱۱۱
 ہتی دمت و بے غل مال گرفت نگر تا جہاں را چگونہ گرفت۔ صاحب باز بزرانی ص ۱۱۱
 بدرد ۲ ص ۱۱۱۔ اس کتاب میں اس شاعر کے دو اور شعر ہیں جن میں یہ قافیہ آئے ہیں۔
 سوال ۲۔ پیدائش و زیالیش کے متعلق غالب صرف یہ کہنا کافی سمجھتے ہیں

۱۔ انجمن آرائے ناصری میں شکفت کو کسور الکاف لکھا ہے اور آخر میں وہی عبارت ہے جو سروری نے لکھی و ہندو کان کے بارے میں تحریر کی ہے۔ فقہ کاف کی مثال میں سرخانی اور خاندان کی مثال میں سعدی کا شعر پیش کیا ہے۔ موم قوالہ کریں گے ہم نہ ہم کا قافیہ ہے۔ اس سے فقہ کاف کا ثبوت نہیں مل سکتا۔ فن قافیہ سے انجمن آرا کا مصنف بھی ناواقف معلوم ہوتا ہے۔

کہ ان کا صحیح ہونا 'نظار کا حاجت مند نہیں' لیکن جو ان کا قاعدہ ان کا مخالف ہے، ایرانیوں کی لکھی ہوئی 'فرہنگوں' یا ان کے ادب سے ان کے استعمال کی مستند پیش کرنی تھی۔ پیدائش مخفی کے دیوان (مطبوعہ و مخطوطہ م) میں ایک جگہ ملتا ہے مگر پلور قافیہ نہیں، جناب ڈاکٹر غنایہ بنیادی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ابو الفضل کے یہاں کسی جگہ آیا ہے۔ آج کل ایرانی کثرت استعمال کرتے ہیں۔ مخفی کے معاصران میں قافیہ کے بارے میں اس کے یہاں مجھے یہ نہ آیا۔ نیز اطلاع زیادہ پیش از دور مستعمل سے ایرانیوں کی زبان پر نہیں۔

سوال ۳۔ احمد نے صائب زلانی والہ ہمدانی مسیح کا شی و غیرہ کے کلام سے ثابت کیا ہے کہ ایرانی رائد ماند کی قسم کے لفظوں کو تندرکن کی قسم کے لفظوں سے قافیہ لاتے ہیں۔ مسیح کا شعر جو یہاں جملہ اول (ص ۱۲) میں بھی ہے یہ ہے: "آتش بزبان شعلہ بر من زدہ بانگ کتر بہر جہان خاکستر گنگ" غالب اور ان کے درگاہ اسے دوسرے کو ثابت نہ کر سکے۔

سوال ۴۔ تہذیب میں غالب نے اس سوال کا جواب بھی بتا دیا ہے جو انھیں نہیں چلا رہا تھا۔ چشم عیب ساز، احمد کے نہیں برہان کے الفاظ ہیں (تفصیل مامست) عیب ساز کی کوئی خاص مباحثہ نظر نہیں آتی۔ یہ عیب ہیں، کے معنی میں نہیں عیب آفریں کامرادن ہے۔

سوال ۵۔ جواب یہ ملا ہے۔ اعتراض کا سرور ہو سکتا ہے۔ اگر غالب نے دوسروں کا اعتراض دیکھا تو وہ از خود ان کے ذہن میں نہیں آ سکتا تھا اور انھوں نے اصلی معترض کا ذکر بالارادہ نہیں کیا کیونکہ یہ ہے۔ مامانی کا بیان آپ میں سے متعلق ممکن ہے غالب کی نظر سے نہ گزرا ہو، لیکن، محشی برہان کے اعتراض جو انھوں نے اپنی جانب سے پیش کئے ہیں اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے؟ برہان میں، مامانی ہیں۔ در ان میں سے بیشتر غریب، الفاظ سے متین ہیں، لیکن غالب قاطعاً محشی کے ایک اعتراض کو غلط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "تہمتان کا انکار و انباء کا بجا جائیداد" لکھتے اند، اما ہمدانی غلط لغات عربی کسی مخالف نے یہ لکھا کہ خواہی نہایت ناری سے متعلق بھی ہیں اور غالب کے کچھ اعتراضات خواہی میں بھی ہیں تو درفش، یہ کہ اکثر

بنادیا۔ اُن کا قول اس توہم کے بعد بھی غلط رہا۔ قاطع کے متعدد اعتراضات حواشی پر بیان
 مانو گئے۔ اور اس کا اعتراف غالب نے نہیں کیا تھا، بلکہ یہ لکھ کر کہ حواشی کا تعلق صرف لغات
 عربی سے ہے کتابت اس سے انکار بھی کیا تھا کہ لغات فارسی پر اُن کے جو اعتراض ہیں،
 وہ حواشی سے لئے گئے ہیں۔ درفش میں غالب نے دوسری ردش اختیار کی ہے، جا بجا
 فخر یہ اس کا ذکر کرتے کہ سات فضلائے کاکہ جو برہان کے محشی ہیں میرے ہم ذرا ہیں۔
 غالب کو اس کی بھی خبر نہیں کہ یہ حواشی کے روک کے لکھے ہوئے ہیں، اور محققین مطبعہ طبعی
 جن میں حکیم عبدالجبار کے سوا کس کے عالم ہوئے کا ثبوت موجود نہیں، ان سے کچھ سوکار
 نہیں رکھتے۔ (تفصیل محقق)۔

سوال ۶۔ یہ اعتراض پہلی بار درفش میں کیا گیا ہے، احمد اور غالب میں
 مابہ التّعارض نہیں۔ برہان نے دوسری فہرستوں سے لیا ہے اور شش ضرب نتیجہ خواہش
 نتیجہ خوب فہرستوں میں ظاہر الاذی کے ان دو شعروں کی وجہ سے شامل کیا گیا ہے:
 زہرِ حشر تو دامنِ پششِ نتیجہ خوب زہرِ حشر تو آستینِ استششِ مسکن
 صدفِ بگہر و تاقہ بشللِ بشلل شجرِ بیوہ و خارِ ابنِ روحِ نارمین
 کلیات ص ۳۱۳ سفرِ بنگ تھاروں کے مسلک کی ترویج محقق میں لے گی۔

سوال ۷۔ 'چشمِ مخالفانِ بیا زن بہ تیر' مؤید میں نادر المصدا کے
 حوالے سے فخری کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اور اس میں مہرغ ثانی اس طرح ہے:
 "ہجو کفِ دے بزر آزدے"

غالب نے اعتراض سے پہلے نادر کو جو ایک مطبوعہ کتاب تھی دیکھ لینا ضروری تصور نہ کیا۔
 غالب اگر مردِ فخر فارسی کے ارتقا سے واقف ہوتے، اور انھوں نے شعرا سے ایمان کے کلام
 کا ایک مددنی کے نقطہ نظر سے مطالعہ کیا ہو، تو اس مہرغ کو ناموزوں نہ کہتے۔ یہ مہرغ
 جیسا کہ احمد نے شمشیر میں لکھا ہے بکسر سیرج میں ہے اور اس کا وزن مفعولن مفاعیلن فاعلان
 ہے، انھوں نے اس بحر کے بارے میں طوسی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:-

"آقایاری، ہر کمانِ مطوی ہمارا دوزخ و برہ سالام و مجنون شعر نیا مدہ است الا آخر حرفی"

میں انتخاب کلیات دلاہری میں یہ بیت نہیں، اور جنابِ عرشی سے معلوم ہوا کہ کلیات طبعِ طبران میں بھی نہیں۔

کہتا ہوں۔ میری رائے میں وہ تحقیق سے بہت کم واسطہ رکھتا ہے اور مفقہ محض ہے۔

سوال ۱۵۔ احمد کو پیریشید کی محنت پر اصرار نہیں (موتیہ ص ۱۲۳) اس لئے اس کے بارے میں سوال فصول ہے۔ احمد کے اس قول کا کہ پریشاں پریشیدین سے ماخوذ ہے غالب نے کوئی جواب نہیں دیا۔

سوال ۱۶۔ یہ اعتراض بھی پہلی بار درفش پر کیا ہے اور فریقین میں باہتر کیا نہیں شمشیر میں احمد نے اس اعتراض کو صحیح مانا ہے۔ (ص ۱۲۴)۔

(۴) میرد لایت علی کے نام کا خط فیض صغیر (دشتات صغیر) کی اشاعت ثانی سے ماخوذ ہے۔ غالباً اشاعت اول میں یہ خط نہ تھا اور فیض صغیر کا جو خلاصہ حال میں تھا، اس میں بھی یہ خط شامل نہیں۔ صغیر بلگرامی نے اس خط کو اس دعوے کے ثبوت میں پیش کیا جو کہ ٹکٹ نمونہ بھی ہے، لیکن مجھے جناب ڈاکٹر عبدالستار دہلوی کی اس رائے سے کامل اتفاق ہے کہ اس سے ٹکٹ کی تائید ثابت نہیں ہوتی۔ (خط بہ نام راقم) میرد لایت علی کے متعلق تحقیقات سے کوئی نئی بات معلوم نہ ہوئی، اور نہ اس خط کا پتا چلا جو اس سے پہلے غالب نے میرد لایت علی کو لکھا تھا۔ اس خط کا لفظ البرہم میں محفوظ ہے اس پر یہ عبارت مندرج ہے: "در عظیم آباد پٹنہ بہ محلہ کشمیری کوٹھی مطبع عظیم المطابع موصول و بہ خدمت جناب میرد لایت علی صاحب ہند مطبعہ مذکور زاد مجدہ مقبول باد۔" پیوند رومی جواب طلب، لفظی پر ہم بھی ہے جس پر انقش غالب ۱۲۷۶ء ہے۔ اس لفظی کا مکس جناب ڈاکٹر عبدالستار دہلوی نے اس مقالے کے ساتھ شایع کیا ہے جس کا عنوان غالب کے لفظی ہے اور جو اپریل ۱۹۳۳ء

کے ہندوستان میں چھپا تھا۔ صغیر بلگرامی خط ادا (ص ۱۲۲) میں لکھتے ہیں کہ جب میں نے ہندوستان خیال کو اردو کر کے اس کی ایک جلد مطبع عظیم المطابع پٹنہ میں چھپوائی اور اس کا اشتہار بذریعہ ادوہہ اخبار شہر ہوا، حضرت غالب نے ایک خط مع اس کی قیمت کے مرستہ پاس پٹنہ میں بھیجا، میں ایک جلد بھیدی "یہ خط" کی اشارہ بتاؤ کہ یہ میرد لایت علی ہیں۔ ہندوستان میں ترجمہ صغیر کی ایک جلد میں دیکھیں میں دیکھی تھی۔ اس وقت باوجود تلاش نہ مل سکی۔ غالباً اور جلدیں نہیں چھپیں بلکہ یہ بھی یقین نہیں کہ صغیر نے اور جلدیں بھی ترجمہ کی تھیں۔ فیض صغیر میں حافظہ معلوم ہے۔ یہ غالباً ہو کا تب ہے۔ حافظہ معدوم ہونا چاہئے۔ میری وہد عیب چنیں گفتہ اند، لفظی کہ مصرع ہے اور مخزن لاہور



میں ہے (ص ۱۹)۔ مخرج : ہے، غیب جو انی پست دیر فتنہ انداز۔ صوفیہ بلگرامی نے غالبؔ
اپنی ملاقات کا مفصل حال جلوہ خضر جلد ۲ میں لکھا ہے، میں نے اسے غالبؔ ۱۹۱۲ء میں
رسالہ اردو میں چھپوایا تھا۔ اُن کے نام کے اردو خط بھی ہیں، مگر وہ جلوہ خضر جلد ۲ میں
ہیں اور وہ اس وقت نہ مل سکی۔

(۱۵) دو عالمی شعروں کے، ملک، خود غالبؔ کے فلم سے علی الترتیب کس م کے
دورق اس اور یہ لکھے ہوئے ہیں۔ اُن کے عکس جناب خاں صاحب قاسم سرگرم فلم
م کی عنایت سے عکس بدستے ہیں، اُن کا عنوان ہوں۔

حواشی فی نظم اردو :-

(۱) پنج آہنگ کی اشاعت اول کے نسخے نہایت کیاب ہیں اس کا منظوم اشتہار
اسعد الاخبار آگرہ (۱۲ مارچ ۱۸۶۹ء) میں چھپا تھا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد
علی الترتیب یہ عبارتیں تھیں : نقل اشتہار منظوم پنج آہنگ مصنفہ حضرت مرزا
اسد اللہ خاں صاحب بہادر غالب جو اہل میں تہمت بھیجے گئے تھے اور جو بعد
اس کے بھیجے گا چار روپیہ دینے پڑے گئے۔ ”تحقیق نہ رہے کہ یہ اشتہار بے پیل ڈاک میرٹھ
ایک خذوم والا شان سے واسطے درج کرنے اخبار کے میرے پاس بھیجا۔ غلام نجف خاں
بن کے نام سے یہ اشتہار ہے غالب کے شاگرد تھے۔ (خطوط ص ۲۲۸) لیکن یہ
”نمذہا برا قارسی بڑے ہینک محدود تھا۔ شاعر کی حیثیت سے اُن کا ذکر کہہ کر نظر نہیں آیا۔
”شتہار غالبؔ کی نظر میں ہے اور قریب یہ یقین ہے کہ انہیں لکھا ہوا ہے۔ غالب کے
بے خود ستانی کوئی نئی بات نہیں۔ اور اشتہار کی توثیق دوسری بھی اُن کے سر نہیں۔ یہ
اس کے محیط خانے میں بھی شامل تھا جو میں نے اسعد الاخبار پر معاصرین کا تھا غلام نجف
کے حالات آثار الدعا وید اور اقتادات دار الحکومت دہلی مصنفہ بشیر احمد مرحوم میں میں لکھے
ان کے والد کا نام محمد مسیح الدین اور اصلی وطن بدایوں تھا، مگر بہت کم سستی ہی میں دہلی

اُنکے تھے۔ اپنے زمانے میں دہلی کے حاذق اطباء میں گنے جاتے تھے اور ہمارے زمانے کے شفا الملک حکیم رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ اُن کے نام خطوط غالب میں ۲۳ خط ہیں، اُن سے بہت گہرے تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ غالب اُن کے منہ بولے باب تھے اور یہ امر اُن حکیم کو مان لیا کرتے تھے (ص ۲۱۹ و ۲۲۰) غالب نے اُن کے بیٹے کو جو بوتا کھائی وہ شاید اسی بنام ہے (ص ۲۱۹) مگر غالب اور اُن کے بیٹے میں خون کا رشتہ قطعی ہے (ص ۲۱۹) غالب نے غلام محمد الدین خاں اپنے حقیقی بھائی کے لڑا سے کی رہائی پر غلام بخت کو با رکباد دی ہے۔ گمان ہے کہ یہ رشتہ بھائی کے ذریعہ سے ہو۔ بخت جین کے نام کا ایک خط بیچ میں ہے اور جن کا ذکر اس کے صفحہ ۱۷ پر بھی ہے اور اُن کے بھائی محمد حمید الدین (ص ۲۱۹ و ۲۲۰) یقین ہے کہ غلام بخت نے اقربا ت ہیں۔

(۷) غالب کی خسر الہی بخش خاں معروف (متوفی ۱۲۴۳ھ) نے اُن کی دو خاندان کو جن میں سے ایک کی ردیف "ہوئے" تک اور دوسری کی "کروں یا ذکر وں" ہے۔ جس نے اُن کا اور یہ دونوں محسن دیوان معروف میں موجود ہیں۔ دوسری غزل کا محسن جن پر نظیر میں بھی چھپا ہے۔ "کروں یا ذکر وں" ردیف دلی غزل میں نے مارچ ۱۸۵۳ء کے میاں میں شائع کی تھی۔ یہ اُس زمانے کی غزل ہے جب غالب احمد سندھو کر رہے تھے۔ مگر اس میں وہ وقت آفرینی نہیں جو اس عہد کی غزلوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ غالب کے یہاں معروف کا ذکر تین جگہ آیا ہے۔ دونوں میں اُن کا ایک ایک مصرع نقل کیا ہے (خطوط ۱۸۵۳ء ص ۳۵) اور ایک میں لکھا ہے کہ معروف نے ایک نئی زمیں شراب تو دے، وہابی تو دے، مہالی میں نے حسب الحکم غزل کی خطوط ۱۸۵۳ء اس زمین میں معروف اور ذوق کی بھی غزلیں ہیں۔ یہ بات صحیح نہیں کہ ذوق سے مشورہ کا ذکر آزاد کے سوا کسی نے نہیں کیا۔ آپ حیات کی اشاعت سے پہلے تاریخ جدوایہ کا مستغف لکھ چکا ہے: "قطع نظر شاعری کے فقیر علی نے "مادہ ہندی" اور "ہندی؟" کے نام لکھے۔ کہ وہ شاعر ذوق سے جو شعر انعام اور پاداش کے لئے لکھتا ہے وہ آزاد کا ہے مستقل طور پر دہلی میں اقامت کریں ہوئے تو اُن کا ایام معروف کے ساتھ تھا۔ سمجھ کے کے متعلق جو حکایت یاد آ رہی ہے (ص ۱۸) مجھے معلوم ہوتی ہے۔

(۹) یہ شعر جو میر سعادت علی کی ہجو میں ہیں لطائف سے ماخوذ ہیں (لطیفہ ۲۸)
 سعادت اس نے غیر معروض آدمی نہ تھے جتنا کہ لطائف کے دیا چھوٹا ہر ہوتا ہے۔ یہ میر منشی
 دفتر فارسی جگہ عالیہ صاحب انتظام کل امور مستعار۔ (احسان) وہ چکے تھے،
 اور انھیں لطائف میں اب سررشتہ دار معزول (لطیفہ ۲۹) تھا ذیہ غالب صبح نہیں۔ غالب نے تیغ
 میں اولیٰ انھیں دربار میں نہ جایا ہے، نہ نہایت سرگما۔ غالب۔ سر ذاتی تعلقات بھی ہوں گے
 در نہ سعادت کی بازی ہوتی مسجور اور کہ وہ فطرتاً ہی سچ نہ ظلم کرتے (سجدہ ۱۱)
 سعادت کی کتاب فرق ۱۲۸۰ میں طبع ہوئی تھی، مطبع احمدی دہلی، (کذا) اے اسے
 چھاپا تھا، یہ خیال کہ یہ مطبع سراجی کے مالک تھے صحیح نہیں، ان کی وفات تیس کی تصنیف سے
 کچھ قبل دہرائی تھی، اس میں ان کا ذکر یہ صیغہ ماضی ہے۔ محرق کی وجہ تصنیف انھوں
 نے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ایک کتاب 'عجائب العجائب' لکھی تھی اور اس کی تصنیف میں
 جہان میں سے بھی مدد لی تھی۔ قاطع میر، جن لغات پر اعتراض ہیں ان میں سے ۲۴ صدائق
 'عجائب' میں بھی تھے، رشیدی، جہانگیری وغیرہ کی طرف رجوع کیا تو اعتراض قاطع نظر آئے
 اندازاً، 'عجائب' نے غالب کے لئے یہ کتاب تحریر کی۔ سعادت نے بہت سی باتیں ٹھیک
 لکھی ہیں۔ لیکن اس کی طرز تحریر کچھ ہے اور آسانی سے اس کی تصحیح کی جا سکتی ہے انھوں
 نے غالب سے برائے کا انتظام بھی لینا چاہا ہے۔ اور اس کا احوال انھیں حق نہ تھا رستہ
 زیادہ قابل اعتراض وہ باتیں ہیں۔ ایک تو غالب کو نایب عبداللہ معشوق قرار دینا (تھا مہمل
 راستہ اس غبات کے علاوہ جوشت میں نقل ہوئی ہے ایک اور عبارت سے یہ مطالبہ نکلتا ہے
 ۱۱) دوسرے یہ تحریر کہ ان کا بیار حکیم محمود خاں سے اپنے 'منازل' اور اس کا علاج کرانے
 سعادت نے یہ بھی لکھا ہے کہ غالب کو غلام قدر کا ستحق نہیں غالب ان کے لہجے کے بہت
 شاکر ہیں۔ یہ مناظرہ ہے یا ہتکڑ؟ صاحب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہیجہ 'تالیاں' مجب کہ
 لایا دیتا۔ یہ ایک معنی کو کسی نے پھیر دیا ہے "نایب ۲۔" ناخدا سے شیرازی کے
 نام کے غلام بھی رہا، ان کی باتیں کبھی یہاں پہنچا دیں۔ غالب نے دو رسالے دوسروں
 کے نام سے صرف کیے، زیادہ تر غالب میں لکھے۔ رسالہ عبدالکریم اور لطائف۔ تیسرا رسالہ
 دانش بنیان اگرچہ جو غالب نے لکھا ہے، لیکن میرا قیاس ہے کہ ان کے کسی معتمد کی تحریر کی

الطباع غلط بتایا ہو، درفش ۱۲۸۲ھ میں چھپی ہے، اس کا سنہ بھی حالی نے صحیح نہیں لکھا (یا دیکھا ہوگا)۔ یہ بات عام طور پر معلوم نہیں کہ قاطع کی کتاب شیخ امیر اللہ تسلیم نے کی تھی، اس کا تخلص درج نہیں، لیکن خط انھیں کا ہے اور وہ فارسی متنوی جو غالب اور قاطع کی طرح میں انھوں نے لکھی ہے اور قاطع میں موجود ہے، تسلیم کے طرز میں ہے۔ مزید یہ کہ تسلیم کا اس زمانہ میں نزل کشور کے یہاں کتابت کرنا ثابت ہے۔ تسلیم کے استاد نسیم کی ایک مستند بھی قاطع میں ہے۔ انھوں نے عجائزِ دلربا اور شاد غالب سے عیسوی سال طبع نکالا ہے۔

(۱۱) سفرنگ دساتیر محمد نجف علی خاں کی تصنیف ۱۲۸۰ھ کی مطبوعہ ہے۔ اس میں مصنف نے التزام تو نہیں کیا کہ عربی الفاظ نہ آئے یا نہیں، لیکن دساتیری الفاظ کے برتنے سے احتراز نہیں کیا۔ غالب کی تقریظ سے پہلے یہ عبارت ہے: تقریظ کو والا فرکاہ خردی راز آگاہ ستود

نگار سخن پر در سرمایہ نازش کمال ہنر جناب مرزا اسد اللہ خاں المتخلص بہ غالب المشہور بمیرزا نوشہ ادام اللہ تعالیٰ مجددم بریں نامہ نگاشتہ، ان کا ترجمہ تذکرہ میں یوں درج ہے:

خستہ دہم تخلص مولوی محمد نجف علی خاں بن قاضی محمد عظیم الدین خاں حرم قاضی قصبہ بھجڑ استاد و نواب ناظم بہادر مرشد آباد و مہاراجہ الورا ست بدلتے بہ رفاقت نواب محمد وزیر خاں بہادر و نواب محمد علی خاں بہادر و الیاء نواب بودہ۔ ادیب بے نظیر و محقق بے مثل زبان عربی و درسی ست۔ حال علم و فضل و ذہن و ذکا لیش الزالیفات کثیرہ او مثل تفسیر غریب بہ عبارت فارسی و شرح غیر منقوہ بر مقامات حمیری بزبان درمی شرح تحفۃ العرائین..... بہ زبان درمی و شرح دساتیر مسیحی بہ سفرنگ دساتیر بہ زبان فارسی و

تالیخ غدر ہند وستان بہ زبان درمی مسیحی بہ و نیزہ نواد و وزیر نامہ منظوم بہ زبان درمی بنام محمد وزیر خاں دلی لوناک و نظم ترجمہ منبرہات؟ ابن حجر عسقلانی و حاشیہ مطلق بہ زبان عربی و حاشیہ ہدایہ فقہ و توضیح المعانی و ایضاح البیان و بیع البدیع و لب الالباب و خلاصۃ الاتکار و شرح شرح حیضی و تذکرۃ شرق القمر و درمی کشا و زبدۃ الغرائب و کملۃ صولت فاروقی منظوم بہ زبان درمی و قصہ ہیر و رانجھا منظوم و ترجمہ تقویت الایمان بہ زبان عربی و تالیخ مرشد آباد و شرح نل و من زیفی بہ زبان درمی و ترجمہ انجیل وغیرہ نواں دریافت۔ تقریظ..... بر رسالہ شاہد عشرت..... نگاشتہ قلم..... اوست۔ بارہ ملاقاتش در مرشد آباد و بنارس

دبیر کھوم دست دادہ۔ از باب گرامی راقست۔ حکیم حبیب الرحمن مرحوم نے کچھ اطلاق دی تھی کہ اس معانی کے ساتھ کہ جو تھے دیوان میں ان کی دنیا کی آفتاب نہایت تھی۔ آخر یہ ہے: از دست منزل شستہ نیز اس سے ۱۲۹۸ نکلتا ہے۔

صحیح شکستہ میں ہے کہ نجات مولوی بیگ علی خاں از بازار تجارہ... ایک شہر تھانوی پر راجش استیلا داشت و در نگر ترقی جاوہ و منصب قدم از ریاستی بر پا بستہ و ترقی یافتہ... ترقی یافتہ... در سلک نظم در آورده و متشکی بہ خدمت پیکار رکذا... و غیرہ زانک موزوں کردہ... پہنچ شش سال قبل ازین در... ال... بدلت دیوانی ترقی و دریں زمانہ جو گویند کہ ملازمت... والی جو یہ اختیار نمود... طالب... ہوا کی ملاقات زلفی (اور دھڑک) دانہ ترقی یافتہ... و ترقی یافتہ... و ترقی یافتہ...

سے ۱۲۸۱ھ میں سوات کی مخالفت میں ترقی یافتہ... و ترقی یافتہ... کی ہے یاد رہے بھی بیشتر ان کا کہیں... و ترقی یافتہ... پاس جو اس کی نفی ہے وہاں... و ترقی یافتہ... رام پور کی اجازت سے کتب خانہ... و ترقی یافتہ... ہوں۔ یہ شخص اپنی ترقی یافتہ... و ترقی یافتہ... اور ترقی یافتہ... و ترقی یافتہ... میں اور ان میں... و ترقی یافتہ... تقریف میں... و ترقی یافتہ... تقریب کے... و ترقی یافتہ...

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰)

جوہر کے نام کے ۳ فارسی خط پنج میں اور اتنے ہی اردو خط خطوط میں ہیں۔ جناب سید وزیر احسن عابدی مجھ سے کہتے تھے کہ ان کے نام کے غیر مہذبہ خطوط موجود ہیں۔ غالب کے کلیات فارسی میں ایک رباعی ہے جس میں جوہر اور سہ کش کی تعریف کی ہے (صفحہ ۵) جوہر کے قطعات تاریخ اردو، طالع، درخش اور لطائف میں موجود ہیں اور مقدمہ الزکر کی اشاعت کے محرک اولیں یہی تھے۔ ان کا کلام زیادہ نہیں ملتا۔ تذکرہ میں ہے کہ پانچ چھ برس قبل انتقال کیا۔

(۱۴) غالب نے لکھا ہے کہ ”پنج گادل برفق تاریخ دمعنا تبادہ ام“ پنج (۱۴) لیکن تین سہ کے نام اور ہم میں موجود ہیں پہلے کا حل عبداللہ ہے، اب ”پہ چشم“ یعنی (عین) کا اضافہ ہوا تو ”عید“ بنا یہ خدا یعنی ”اللہ“ کا پہنچا تو ”عبداللہ“ ہو گیا۔ دوسرے کا اصل کمال ہے۔ ”کلام“ کا کات اپنی جگہ پر رہا، اور لام مقلوب ہو گیا، کمال بھل آیا۔ تیسرے کا حل ”شیخ کمال“ ہے۔ ”نیم شب“ صحیح ”بستہ“ = شیخ ”گذر گاہ خرام“ یعنی م اور سر آب یعنی الف م اور ل کو درمیان آیا، ”شیخ کمال“ ہو گیا۔

(۱۵) رباعی سید ہیں کی اشاعت ادل سے ماخوذ ہے۔ جناب مالک ام کی اشاعت سے فارغ ہے۔ نہ معلوم کس کی ہو ہے۔

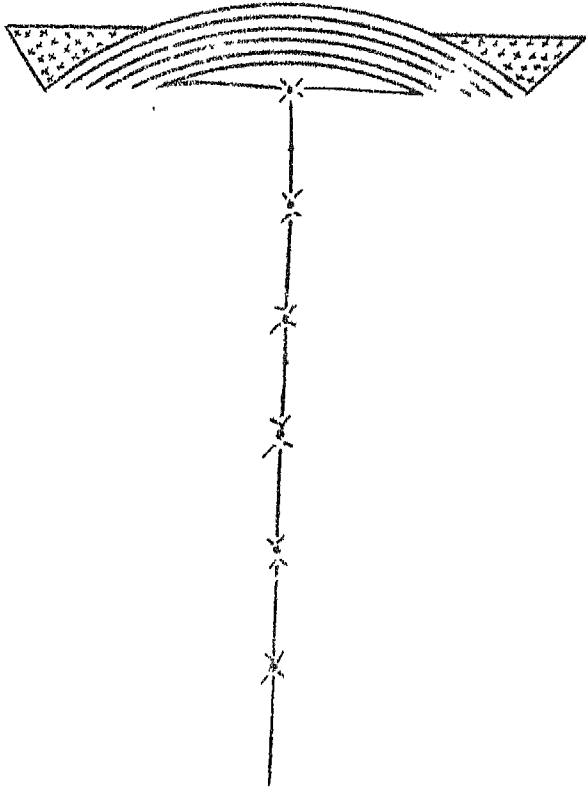
(۱۶) (الف) ”ایں نسخہ... خرقہ جنگ“ لطائف کے سرورق پر ہے، یعنی کہ غالب کا ہو۔ لطائف میں غالب کا ایک فارسی شعر اور سہ ہے، مگر اس قدر مہذبہ کہ میں نے اسے آثار میں شامل نہیں کیا۔

(حب) ”لا جرم... ہیرامن“ اس شعر کی شان نزول یہ ہے: امیر حسن خاں بسمل (متوفی ۱۲۴۳ھ) عاشق علی خاں کا کردی (متوفی ۱۲۵۶ھ) کو شہتے تھے جس زمانہ میں غالب کلکتہ پہنچے ہیں، وہاں مؤخر الذکر شاہ اودھ کی سفیر تھے، اور ان سے غالب سے تعلقات تھے (پنج ص ۹۵) بسمل سے بھی کلکتہ میں ملاقات ہوئی ہوگی، پنج میں بسمل کے نام کے دو خط ہیں، اور ان کی مدح میں ایک رباعی کلیات میں ہے (صفحہ ۵) ”ان میں سے ایک خط (صفحہ ۹۵) اور مظفر حسین خاں کے نام کے ایک خط (صفحہ ۹۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ بسمل غالب سے ناراض ہیں اور وہ انھیں مرنا چاہتے ہیں۔“ (پنج ص ۹۵) تذکرہ کا مشاعرہ ”کردی“ ”تذکرہ“ ”خانہ“ ”علی“ ”سید“

(طبع ۱۶۸۲ء) میں یہ درج ہے کہ بسمل نے تعلیٰ میں یہ شعر کہا تھا:

’ملا زان غنڈ شاعر ابن جہاں، لیک یک طوطی شکر خامن‘

غالب نے سنا تو وہ شعر کہا جس کا قافیہ میرامن ہے۔ اس کے بعد مراسلات ہوئے اس سلسلہ میں جو آخری خط غالب نے لکھا تھا اس میں وہ مزید راجی تھی جو کلیات میں ہے۔ مصنف نے اپنے بیان کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا، لیکن یہ لکھا ہے کہ بسمل نے ۱۲۶۰ھ میں ”پنج کے جواب میں پنج گلبن تصنیف کی تھی، عجب نہیں کہ ان کا ماخذ یہی ہو۔ تذکرہ مثا میر کاوری لکھا گیا ہے کہ اب نہیں، مگر اس پر بھی میرامن والے شعر اور اس کی شانِ نزل سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ اس شعر کے آثار میں شمول کی یہ دیر ہوئی۔



میں یہاں ازلہ کے علاوہ جون ایس میں علی اکبر خاں کے نام کا ایک نادر و نفیس خط
 خاتون نے ہر خط کی شکل عبارت اور باو مخالفت کی اولین روایت ہے۔ نواز خاں کے
 متعلق میرزا کیس تھا کہ وہ سراج الیوسی ایشین سینی کے پاس بیٹا ہے۔ ان اس
 وقت پیش فطر نذر اور اس کے ساتھ وہیں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کر رہا
 رہا۔ ان سے اس نے ثابت یا زمانہ گتائے کا حال پتہ چلتا تھا کہ اس نے ازلہ اور خواجہ
 ملاوی کو ملازمی پر سسٹن کو پرستش کر دیا کہ وہ جو جگہ، باسٹم کو بیٹھ کر کو
 لکھتا ہے۔ ازلہ کے واسطے اس کے پاس بیٹھ کر لکھتا ہے۔ ازلہ کے پاس بیٹھ کر
 خود لکھتا تھا۔ اس کے پاس بیٹھ کر لکھتا تھا۔ اس کے پاس بیٹھ کر لکھتا تھا۔
 شائق جو ایک نثری کہانچہ ہے، لکھا تھا کہ اس کا مصداقہ نادر و نفیس خطوں کے
 مرتب رکھے۔ ان دنوں کے خط میں شائق کی کلم علی کا بھی ذکر ہے۔ شائق سے اس خط
 کہیں نہ کسی قسم کا سروکار ہوگا۔ اس کے بعد بیٹھ کر لکھتا تھا۔ اس کے پاس
 بیٹھ کر لکھتا تھا۔ اس کے پاس بیٹھ کر لکھتا تھا۔ اس کے پاس بیٹھ کر لکھتا تھا۔
 ازلہ کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ازلہ کے پاس بیٹھ کر لکھتا تھا۔ اس کے پاس
 ملا کر ازلہ کے کہیں نہ کسی قسم کا سروکار ہوگا۔ اس کے بعد بیٹھ کر لکھتا تھا۔
 (۱) میں یہاں، شائق، خواجہ محمد حسن، خواجہ نواز اور ایک نامعلوم لکھنے

لیہ کے نام کے غلط نام ہیں۔
 مرزا احمد سیاح شمالی ہلمیری نواب احمد بخش خان کے بزرگ کے سلسلے
 پر صفحہ ۲۵۲ پر پیش کیے گئے اور در صدر ایوانی کلکتہ کے قیام پر (۲۵۲ صفحہ ۳۰۲
 و ۲۵۴) مذکورہ مذکورہ مذکورہ مذکورہ (۲۵۲ صفحہ ۳۰۲) میں
 سے بڑے بڑے تو غیر بنیاد الیہ کے انہی میں سے ایک ایک میں شریک رہے (۲۵۲ صفحہ
 ۳۰۲) لیکن سب سے زیادہ ان میں سے ایک ایک میں شریک رہے (۲۵۲ صفحہ ۳۰۲)
 سے نو سو سے شمار ہو رہے ہیں (۲۵۲ صفحہ ۳۰۲) لیکن سب سے زیادہ ان میں سے ایک ایک میں شریک رہے (۲۵۲ صفحہ ۳۰۲)
 کے نام کے غلط نام ہیں۔

۱۸۳۲ء میں پڑتی ہے، مگر مہتری میں اس دن ہجری تاریخ ۱۲ شوال دی ہے۔ یہ
 متیقن ہے کہ اس کی تاریخ ۱۵ سراج ۱۸۳۲ء سے چند دن قبل ہے۔
 تیاں کے نام ۲۶ خط معرفات میں ہیں، پنج یا آٹھ دوسے مسئلے دیگر میں ان کے نام
 کا کوئی خط نہیں۔

فیض الدین حیدر معرفت حیدر جان کا ذکر ان کے بعض خطوط کے سوا غالب کی
 اور کسی مختصر میں نہیں ملتا۔ دل نشا میں مرقوم ہے ”و شائق خواجہ حیدر جان پسر خواجہ
 عیاد اللہ کذا باشد وہ جاگیر شاگرد غالب :-“

یوں بہتوں اب بنا اور نگہ ریا جیسے کہ بس صباپ بنا اور نگہ ریا
 شیشہ گر کی بنی بختہ جو تیرہ تیرہ انگہ ناسن و بنا۔ وہیں تیرہ تیرہ

سرپاسن کا مصنف لکھتا ہے :- ”خواجہ فیض الدین عرف حیدر جان شائق ولد
 خواجہ خلیل الدین باشد وہاں داروہی شاگرد۔۔۔ غالب“ صفحہ ۱۹۷ (دوسرے
 میں) - نگہ رستان سخن میں ہے :- ”خواجہ فیض الدین معرفت یہ خواجہ حیدر جان پسر خواجہ
 خلیل اللہ۔۔۔ بہت و چار سال سے گذر کہ ان میں جہاں گذران گذشتہ اس یک شعر
 از دبیدہ :-“

”میں بود و رہا بعد قتلہم بھرا کہ از کشتگان من است اس“
 سخن میں ہے :- ”شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف حیدر جان۔۔۔ ولد خواجہ
 خلیل اللہ۔۔۔ شاگرد۔۔۔ غالب۔ شعر فارسی۔ اور دو ان کے یہ دو شعر تھے ہیں، ایک
 چھوٹا اور دو ان کا نظریہ گزرا بارہ تیرہ رس ہوئے کہ فوت کی۔ کلک میں بھی آئے
 تھے ”تذکرہ شاعرانہ“ میں ہے :- ”خواجہ خلیل اللہ کشمیری۔۔۔ بزرگ
 خط کتابت اصلاح گفتہاے خود شاعر از۔۔۔ غالب۔۔۔ سے گرفت۔ بہر
 دو زبان۔۔۔ اشعار یا حروف۔۔۔ دیوان بختہ اش از نظر گذشتہ بہت
 شش سال امرت کر۔۔۔ مہم باد و تیرہ رسالہ یاد و ڈھاکہ (راج
 ۱۹۲۳ء) میں مرتبہ خزانہ شعران طبع اک اور شوا کہ سہ ماہی ان کا تیسرا ایہ (ایہ
 اس کا تھانہ یہ ہے نہ کہ خود نگہ ریا۔۔۔ خواجہ خلیل الدین غالب۔۔۔ فرزند
 اللہ۔۔۔ نہ لکھا ہو کہ میں یہاں۔۔۔ اس میں سال تقیہ ۱۳۳۷ء ۱۱۷۱ھ

نام مزید و فارسیہ کی باقاعدہ تکمیل نہ تھی، غالب سے بذریعہ خط و کتابت تلمذ حاصل کیا تھا۔ غالب نے انھیں طوطی رنگال (کدن) کا خطاب دیا تھا، آغا احمد علی اور غالب کے مکر کے یہ بھی شریک تھے مگر یہ اب اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ اصلی نام فیض الدین حیدر ہے، جو کبھی اختصار کے بعد فیض الدین ہو جاتا ہے۔ والد کا نام علی محمد بن فیض الدین ہے۔ مرنے والا غالب کی طرح نہیں، اور غالب سے ملاقات میں ملاقات کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ اس بات کی ایک کوئی سند نہیں کہ غالب نے انھیں کوئی خطاب دیا تھا یا انہوں نے غالب کی حمایت کی تھی یا نہ کی تھی۔ سال وفات کی بھی مشکل ہے۔ گزشتہ قیام کے کہ بیڑیوں صدی کی انٹویرپشریں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ان میں ان کا نام صرف ایک خط ہے۔

خواجہ محمد حسن غاہرانشی محمد حسن سے جن کے نام بیچ میں متعدد خطوط ہیں اور جن کا ذکر اردو کے ایک خط پر ہے (خطوط صفحہ ۹) غاہر غفلت ہیں، خواجہ محمد حسن اور ان کے بھائی خواجہ فخر الدین کے متعلق ان میں جو کچھ ہے اس کے علاوہ فی الحال کچھ معلوم ہو سکا۔

۳۔

ان میں سر اج الدین احمد، ابوالقاسم، مرزا اکبر بیگ، مرزا انصاری بیگ، نواب علی اکبر خاں، اسٹریٹنگ، آغا محمد حسین، حکیم صادق علی خاں، حکیم سید احمد علی خاں، محمد علی، خواجہ مستقیم، راجویشو اراؤ، نواب مسام الدین حیدر خاں، محمد حسن، سید عالم علی خاں، مرزا جانا، اور، قیسی کے نام آتے ہیں، مگر ان لوگوں کے نام کوئی خط نہیں ہے۔
 سر اج الدین احمد غالب کے خاص الخاص دوستوں میں تھے (صفحہ ۶۷) "عج نہیں کہ" کے باشندے ہوں، (مستقرقات صفحہ ۳۵، ۳۶) عبدالکریم میرٹھی دفتر کوہ فارسی یا طبر الدین خاں یا دونوں سے رشتہ داری ہوتی بھی دور از قیاس نہیں (مستقرقات صفحہ ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲) جو وقت غالب کا گئے تھے میں یہ اعلان دفتر کوہ میں سے تھے (خط ۲۷)، اس کے بعد انکی تباہی زندہ ہی گئے کہ یہ زمینیت بخش پیش گاہ محمد عبداللہ ہو گئے تھے۔ (خط ۳۲) جناب ہر کا یہ قول کہ کارہ بار کے لئے بعض مظلوم سے یہ بھی پتا چلا ہے کہ گھنٹہ مسکن (پنج صفحہ ۶۲)

سلسلے میں مقیم کلکتہ تھے (غالب صفحہ ۱۱۵)۔ گنگا میں۔ گل رخا کی ترتیب ان کی تحریک سے ہوئی اور اس کا ذکر اس کے دیباچے میں ہے دیوان فارسی میں بھی ایسی یاد کیا ہے :-

”بارہوی الدین احمد چارہ جز تسلیم نیت ورنہ غالب کی گزند ووق غرغواں مرا“
مقطع کی ابتدائی شکل ہے۔ دیوان سرگزشت میں مصرع آخر میں کچھ تغیر کیا ہے۔ ان کے نام کے ۴۴ خطی نسخے ہیں اور ۴۲ منقرض ہیں ان میں سے گیارہ دونوں میں مشترک ہیں۔ غالب نے ادا کی ۱۸۵۹ء میں دستبردار کا ایک نسخہ انھیں بھیج دیا ہے اور ایک خط میں جو رمضان ۱۲۷۸ھ کے کچھ بعد کا لکھا ہوا ہے، ان کے نام کے ساتھ رحمتہ اللہ علیہ لکھا ہے۔ (موجود صفحہ ۱۶۶)۔

ابوالقاسم خاں۔ قاسم کے متعلق عبدالقادر خان رامپوری اپنے روزنامے میں لکھتے ہیں کہ ”د عالی خاندانت“، مؤرخ شاہ جہاں آباد است، د چند سے بہ لکھنؤ کو دہانت دانہ بہ کلکتہ رسانیدہ معاش نہ درخور لیاقت داشت ۱۱ صفحہ ۱۲، صفحہ ۳۱)۔ دیوان جہاں (نسخہ کلکتہ) میں ہے کہ ”خاندان شاہی سے کچھ قربت رکھتے ہیں۔ لیکن دلگش کے مصنف کا بیان ہے کہ خاندان بادشاہی سے کچھ ترسخ لے لے انھیں شہزادہ لکھا ہے اور تیمور کی اولاد میں بتایا ہے (نسخہ صفحہ ۳۷)؛ لیکن شہزادہ ہونے کے لیے تیموری ہونا کافی نہیں، اور نہ ترسخ کے علاوہ کسی نے انھیں شہزادہ لکھا ہے۔ غالب سے غالب کلکتہ کی ملاقات تھی، غالب کی مدح غزل میں جس کا ذکر تیاں کے سال میں آیا ہے ایک شعر ہے : ہم سخن اور سخنیاں حضرت قاسم و تیاں، ایک پیش کا جالیش در د کا یاد گار ایک۔ (متممات صفحہ ۱۰۵) اگر در د کا یاد گار ہے یہ مراد ہے کہ در د کے بے واسطہ شاگرد تھے تو غالب سے عمر میں بہت بڑے ہوں گے۔ ایک علامہ قاسم کا بھی غالب کی مدح میں ہے مگر اس کا تعلق غالب کی رشتہ داری سے نہیں۔ ظاہر اس کے ساتھ جو خط بھیجا تھا، اس میں یہ بھی لکھا کہ کوئی نہائی جو نو در دست گردیں (متممات صفحہ ۱۱۳)، اور غالب نے اپنے منظوم جواب میں اچھ کی ایک غلطی کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ ظاہر قاسم شہری الملاک کے متوطنین سے تھے (متممات صفحہ ۱۰۵، صفحہ ۱۰۵) غالب کے خطوں میں ان کی وفات کا ذکر نہیں، لیکن تیاں کی وفات کے کچھ بعد تک زندہ رہا۔ کتاب میں نے نہیں دیکھی۔ حیات آرزو صاحب ایک خط سے ماخوذ ہے۔

تھے، ان کے ایک لڑکے کی وفات کی طرہ کی طرف بھی بعض خطوں میں اشارہ ہے (متفرقات صفحہ ۹۱ و صفحہ ۹۳)۔ دلگشا میں ان کا ذکر اس طرح ہے کہ گو نام چکے ہیں۔ قرینہ ہے کہ تپاں کی وفات کے کچھ بعد راہی عدم ہوئے ہوں گے۔ پنج دیفرہ میں ان کا نام کا کوئی خط نہیں، متفرقات میں ۲۰ خط میں، نام نہ منظم مزید برآں۔

مرزا اکبر بیگ سے غالب کی حقیقی بہن سیاسی تھیں، خط ۲ سے پتا چلتا ہے کہ جن مانی میں یہ لکھا گیا ہے، یہ بھی کلکتہ میں تھے۔ غالب کی کسی اور تحریر میں ان کا ذکر نہیں۔ مرزا افضل بیگ، مرزا اکبر بیگ کے بھائی اور کلکتہ میں اکبر تانی کے سیف تھے۔ غالب

کا کوئی خط ان کے نام کا موجود نہیں، لیکن دوسروں کے خطوں میں ان کا ذکر بہت ملتا ہے۔ غالب جب تک کلکتہ میں رہے ظاہر ان سے کوئی شکایت ہوئی، لیکن واپسی کے بعد لکھا ہوا کہ اپنے خواہر زادوں (اولاد مرزا حامی) سے رشوت لے کر ان کے ہمدرد ہو گئے ہیں اور غالب کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں (متفرقات صفحہ ۹۳) ان کی وفات تپاں کے انتقال سے پہلے ہوئی ہے اور یہ

جس سنہ ہجری میں ہو صفر کی آخری چارشنبہ سے پہلے تھی (متفرقات ۶۰)۔
تو اب علی اکبر خاں مفسف سیر المتحرین کے حقیقی بیٹے اور موگلی کے امام باڑے کے متولی تھے۔ غالب ان کے پاس محمد علی صدر امین بائذہ ویرا در سراج الدین علی خاں قاضی القضاۃ کلکتہ کا نقطہ لے کر گئے تھے اور ان کے بہت مالچ ہیں۔ تین بار موگلی جانے کا پتا غالب کے خطوں سے ملتا ہے۔ غالب کا بیان ہے کہ جب کلکتہ میں ان پر اعتراض ہوا تو انھوں نے اور محمد حسن نے جواب دیئے تھے اور ان دونوں کی تحریک سے باد حوالف کھینچی (پنج صفحہ ۸۰)۔ شاید اس سلسلے میں حیات فریاد میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس کے لئے وہ اپنے تخیل کے بہمن منت ہیں۔ سال وفات کا ابھی تک پتا نہیں چلا۔

اسٹریٹنگ کے لئے غالب کے صفحات ۱۵، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۰، ملاحظہ ہوں۔
آغا محمد حسین کلکتہ میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے۔ خانم صاحبہ، جن کا ذکر متفرقات کے صفحہ پر ہے ظاہر یہی ہیں۔ قاسم کی طرح یہ بھی ہنری الماک کے متوسلین سے تھے (متفرقات صفحہ ۹) غالب سے کلکتہ میں گہرے تعلقات ہو گئے تو ان کے بھائی بلال لیشہ تھا کہ کیں

کی بنا پر اور تمام اور - تجھ کو کہہ رہا ہے۔ خلیفہ سرائی کو غالب نے اپنا پین نام درست کر لیا
 سید مرزا کا کہنا ہے کہ وہ - جانتا ہے کہ غالب نے ایک اور نقطہ لانا چاہتا تھا جو میرا
 صادق ہو، ورنہ غالب اور نامی میں بڑا فرق ہے، انہوں نے غالب کی دیکھی
 نامی کے بیٹوں سے تھی، چنانچہ ان کے پسر خرد حسین مرزا کو بڑا دھم لکھا ہے (خط بنام
 نامی پنج صفحہ ۸) پنج میں نامی کے نام چھ خط ہیں، شاہ آودھ کے نام دو فارسی
 عرض و انتیس ان کی جانب سے لکھی ہیں (پنج صفحہ ۷ و صفحہ ۵) اور چار فارسی
 بیابیاں ان کی طرف سے شاہ آودھ کے لیے نظم کی ہیں (پنج صفحہ ۱۰ و صفحہ ۱۲)
 ان کے دیوان و منتخب کا یہ نام بھی غالب نے اختیار کیا ہے اور یہ اسے ظاہر کی ہے کہ
 وہ انہیں سخت یہ نظم سترہ لفظی نظم بود (پنج صفحہ ۱۱)، حالانکہ ان کا کلام کچھ بلند
 پائیں۔ میرا قیاس ہے کہ غالب کی تبدیل عقائد میں نامی اور ان کے بیٹوں سے ربط
 کا بھی کچھ دخل ہو گا اور عائد آودھ سے تعلقات پیدا کرنے میں ان سے مدد ملی ہوگی
 نامی کا رابلہ، فارسی ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱
 غالب بن لفظی - معلوم ہوتا ہے۔

محمد محسن، غالب جن وقت لکھتے تھے ان کا ہر گونہ جزل کے فارسی دفتر سے متعلق
 تھے۔ غالب کا بیان سب سے کہ لکھتے میں جب ان پر اعتراض ہوتے تو انہوں نے
 اور علی اکبر خاں نے جواب دیئے تھے اور مرزا صاحب ان دونوں کی تحریک سے بھی
 سکتی تھی۔ (پنج صفحہ ۸۰) لارڈ بینک دہلی آئے تھے تو یہ بھی ہر کتاب تھے، اور دونوں
 غالب کے ساتھ کھڑے تھے بعد کو کراچی کا مکان لیا تھا (پنج صفحہ ۶۴) غالب نے
 پنج میں ان کی معذرت کی کا بھی ذکر کیا ہے (صفحہ ۶۶ و صفحہ ۷۰)
 سید عالم علی خاں: عجلت میں یہ لکھا، پتا نہ چلا کہ اس کا ہر امیر نام بہادر مرزا
 مرزا احمد کے اخوت سے تھے۔

رحم علی خاں اور چھانو خاں اپناں کے ملازم تھے۔
 ان کے صاحب جانا کے دوبار میں غالب شریک ہوئے تھے، لارڈ بینک تھے
 اور رڈیڈنٹ جس کا ذکر کیا ہے کو لے رکھا ہے۔

دیوان لکھے کہ بالحق ہے خط سے ظاہر نہیں۔ یہ بھی بتائیں کہ دیوان اردو یا دیوان فارسی کا ذکر ہے اگر فارسی ہے اور یہ خط اس زمانے کا ہے جب خط ھالکھا گیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دیوان ۱۲۴۸ھ میں مرتب ہوا۔

(۱۴) اس خط پرین میں سندسہ نہیں، ظاہر اکاتب ن کے نزدیک خط ۱۲ کا جزو ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، یہ جداگانہ خط ہے۔

(۱۵) مزہ بے مزہ؟ کو آلف، اردو میں بولتے ہیں عربی میں غلط ہے، فارسی کے متعلق اس وقت کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔ لکھنؤ میں لکھنؤ۔ دولت ہائے متقبلہ؟ ضروری العرض کی جگہ واجب العرض دیا جائے۔ فروغ کی جگہ ن میں فروغ۔ اس خط کے ساتھ مکتوب الیہ کی طرف سے جو خط غالب نے لکھا ہے وہ کس کے نام ہے؟ اس مکتوب الیہ کا حیدر آباد سے کو کچھ تعلق نہیں؟

(۱۶) اس خط سے ظاہر ہے کہ غالب حیدر آباد یا کسی اور ریاست سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ غالب۔۔۔ زینت، کلیات میں ہے (صفحہ ۵۴) "مید عالم و قید اہل عالم" سے ظاہر آتا ہے "مید عالم علی خاں مراد ہیں۔ مسافت تطیل میں جس نثر کا ذکر ہے وہی ہوگی جو معتدلہ و لہ کی مدح میں لکھی گئی تھی اور پنج میں موجود ہے (صفحہ ۳) رفعت در جنت؟

(۱۷) اس سے ظاہر ہے کہ جوانی میں بھی شب کا کھانا نہ کھاتے تھے۔ یہ بات نئی ہے کہ التوار کے دن اکل کم سے پرہیز کرتے تھے۔ یہ بتائیں کہ یہ عارضی بات تھی یا ہمیشہ کا دستور تھا۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دو شنبے کے دن کلکتہ سے رخصت ہونے والے تھے۔

(۱۸) "ماہمہ۔۔۔ مراد کلیات میں ہے (صفحہ ۴۰) "مکتوب الیہ ظاہر کلکتہ سے ڈھاکہ (جہانگیر نگر) جا رہا تھا اور دوسرے کو غالب کی رخصت نہ ہو سکا۔ یہ خط ڈھاکہ بھیجا گیا ہے۔

(۱۹) "برہوتالاب"۔۔۔ یہ تالاب اب تک موجود ہے۔ کلکتہ مکتوب اور سینٹ پال کیتھڈرل کے درمیان میں واقع ہے (دھ) "اما ندگی ہائے" اور "استغناء کی جگہ ن میں داما ندگی ہاء" اور "استغناء"۔

میتا بوجھ، میں فی الحال یہ کہنے سے قاصر ہوں کہ ایرانیوں نے غلط کیا یا اے زاید کو کشتہ استعمال کیا
ہو یا نہیں۔ اس خط کے مستحق مؤید میں ہی؛ پیش ازیں بدہ سال تخمیناً رقعے تھے چند لوگ ریز
خاتمہ حرف آفریں جناب غالب بہ نظر فقیر آند نقل کیے رقعہ ازاں ایسکہ: اس کے بعد خط نقل
کیا ہے جس میں ”لیکن ازاں جا... غلط نہ خواند دیگر“ اور ”اگر بید بر بند... اسد اللہ“ کو سوا کھ
عبارت موجود ہے (ص ۱۷۷ و ۱۷۸)۔ احمد کے سامنے پورا خط تھا اور انہوں نے عبارتیں خود
حذف کر دیں، یا ناممکن خط تھا جو سارے کا سارا نقل کر دیا ہے اس کا فیصلہ مشکل ہے۔

(۲۵) خط ۱۷ میں دو سہن کے دن کلکتہ سے روانگی کا ذکر کیا تھا اس خط سے معلوم
ہوتا ہے کہ بخشبنی کو کلکتہ سے رخصت ہونے والے تھے۔

(۲۶) ”فرزند ان الرحمتاں“ صفت کی جمع لانے پر غالب معترف ہوئے ہیں (تفصیل

محقق)۔

(۲۷) ”تنت... گردنہ میا و حافظ کا مطلع ہے۔“ چندم، اب تک کہیں میری نظر سے

نہیں گزرا۔ یہ خط متفرقات میں بھی ہے (ص ۱۷۷)۔ اختلافات: متفرقات میں صادق علی خاں
کے بعد ”صاحب“، ”مسیدہ است“ کی جگہ ”مسیدہ“، ”قبلہ“ نیکیوں کی جگہ ”قبلہ“ صورت و
معنی، احمد کے بعد ”صاحب“، ”طرازہ رستم“ کی جگہ ”طرازہ حرف و رستم“، ”قبلہ“ صورت و
معنی، ”کی جگہ“ ”قبلہ“ نیکیوں، ”حکیم احمد علی کی جگہ“ حضرت مسیدہ احمد علی خاں، ”ہم دادہ
است“ کی جگہ ”ہم دادہ“۔ ”حکیم احمد علی خاں“ کی جگہ ”حکیم صادق علی خاں“ اور یہی صحیح معلوم
ہوتا ہے، ”عزم انقطاع“ کی جگہ ”عزم انفکاک“ سرکشہ جو۔ متفرقات میں ”موریا ہم“
کے بعد یہ عبارت زاید ہے: حال کہ دارم از روی عریضہ موسومہ جناب مولوی سراج الدین احمد
صاحب سمت انگشتان تواند یافت۔ بخدمت محذومہ معظمہ کورنش و ”اور عزیز از جاں
کی جگہ عزیز از جاں“ اور ”افزونی دولت“ کی جگہ فقط۔

(۲۸) ”ن بیچ و تشویش“ بیچ و تاب تشویش ہو گا۔

(۲۹) یہ خط بھی اہم ہے۔ اس میں کن تین مطلعوں کا ذکر ہے، اس کا پتا نہ چل سکا۔

ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلع مکتوب الیہ (تیاں) نے بھیجے تھے۔ مگر کہیں اور اس کا ذکر
نہیں۔ معترف کی جگہ معترفین الیہ جاسیے۔

(۳۰) شملہ باز از غائب نے لکھا ہے کہ چیت باز لڑ کے قریب ہی (بیچ ۵۹)

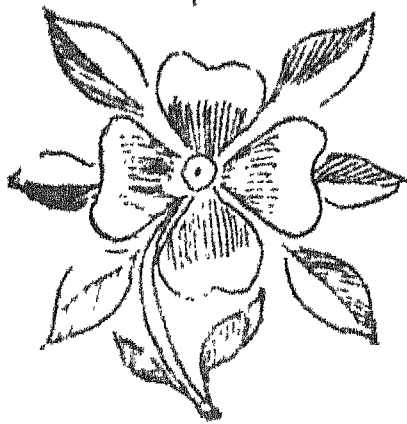
غالب، میں ہے کہ جیت پر روز کے اُس حصے میں تھا جو بعد کو گیتھ "الاب کے نام سے مشہور ہوا
 ۱۵۵۱ء۔ "اُدا"۔۔۔ مگر ارا، سنا ہوا مصرع ہے، مگر اس وقت یاد نہیں آتا کہ کس کا ہے
 اردو شعر و دیوان مروجہ میں ہے۔ اس خط سے بھی ادبی نزاع پر روشنی پڑتی ہے۔

(۳۱) بے یاد آتا ہے کہ حکیم حبیب الرحمن مرحوم نے حاشیہ میں پر لکھا تھا کہ
 جو اشعار اس خط میں ہیں وہ شائع کئے دیوان میں موجود ہیں۔ اس خط میں "جہ" بہیات،
 آیا ہے اس کی نسبت احمد لکھتے ہیں،

"من یکے از نقات سماع دارم کہ جناب غالب دور کی یادنا ہائے خود اجملہ
 بہیات ملاشتہ است، جلدی بہیات کہ زبان زوفا میں دعام است اس رانا روا
 چندا شتہ است" (مزید ۳۴۲)۔

جناب ڈاکٹر محمد زبیر عبدہی سے اس کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ اصل بہیات
 ہونا چاہئے۔ اجملہ اور بہیات دونوں غلط ہیں۔

(۳۲) یہ خط منقرعات میں بھی ہے (۱۵۵۱ء)۔ اختلافات: منقرعات
 میں اندہ کی جگہ اندہ، کہ سربرد، کی جگہ کہ اگر سربرد، "بودید کی جگہ "بود" سن کی جگہ
 یعنی۔ لفظ، منقرعات میں نہیں "یاد اند" کے بعد بہت سی عبارتیں جو میں نہیں۔



TITLE

Date	No.	Date	No.
1915	1915	1915	1915



Maulana Azad Library
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Rs. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

